

اسلام میں ربوا
کے حکم امتناعی کی اہمیت

از

شیخ عمران نذر حسین

مترجم

ابوعمار سلیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام میں ربوا کے حکم امتناعی کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ، ”ربوا کے ستر حصے ہیں۔ ان میں سب سے کم تر حصہ اس کے برابر ہے کہ آدمی اپنی ہی ماں سے شادی کرے (یعنی اپنی ماں کے ساتھ ہم بستری کرے)۔“ (سنن، ابن ماجہ)

ربوا: ہر وہ مادی فائدہ یا نفع جو غلط اقدام سے حاصل کیا جائے جیسے دھوکہ، رشوت، اختیارات کا غلط استعمال تاکہ ناجائز فائدہ حاصل ہو، تجارت میں دھوکہ دہی، سٹہ بازی، دوسروں کی محنت سے اپنا مال بنا لینا وغیرہ۔ ربوا بسا اوقات ایک منظم قانونی چوری کی شکل اختیار کر لیتا ہے جیسے کہ بینکنگ کا نظام جو سود اور غصب کی بنیادوں پر استوار ہے، یا ایک ایسے نقلی کاغذی کرنسی کے نظام میں جس میں کرنسی کی اپنی کوئی قیمت نہ ہو۔ اصلی کرنسی یا روپیہ تو وہ ہے جو اپنے اندر اپنی قدر خود رکھتا ہو اور پھر اس کی بنیاد پر کاروبار اور تجارت ہو۔ جب رقم یا روپیہ ایسی چیز بن جائے جس کی تجارت کی جائے، مثلاً جب روپیہ سود پر قرض دیا جائے تو ادھار دینے والا مقروض کے خون پسینہ پر پلتا ہے۔ اور اس وقت جب اصلی کرنسی کو آج کل کی رائج کاغذی کرنسی سے تبدیل کر دیا جائے اور یہ بازار میں بکنے لگے تو لوٹ مار اور بھی شدید ہو جاتی ہے۔ کرنسی مارکیٹ اور دیگر تجارتی منڈیوں کو بڑی چالاکی، مکاری اور عیاری سے چلایا جاتا ہے جس کے ذریعہ عوام کی دولت لوٹ لی جاتی ہے اور دنیا بھر کے چالباز شکاریوں کے جیب میں چلی جاتی ہے۔ اوریوں معاشرہ دو واضح طبقوں، مفلس اور امراء کے درمیان تقسیم ہو جاتا ہے۔ دولت پھر صرف امراء کے درمیان میں ہی آپس میں گھومتی رہتی ہے اور بیچارے مفلس، وہ مفلس ترین ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ امراء پھر شہر کو چھوڑ کر، اپنے کنیسا اور کلیسا کو چھوڑ کر مضافات میں جا کر بس جاتے ہیں تاکہ جن کا خون انہوں نے چوسا ہے ان کی انتقامی کاروائیاں بھڑک اٹھیں تو یہ محفوظ رہ سکیں۔

منصفانہ آزادانہ اور خود مختار تجارت کو ربوا کے ذریعہ گھناؤنا بنا کر معاشی فائدے حاصل کئے جا رہے ہیں۔ اس دور میں ربوا کے ذریعہ بنی نوع انسان پر ایک نئی قابل نفرت غلامی نازل کر دی گئی ہے۔

انتساب

سعید بٹ اور ان کی بیگم، ایک پاکستانی مسلم گھرانہ ہے، نیویارک کے راک لینڈ کاؤنٹی کے ایک چھوٹے سے خوبصورت قصبہ نیاک میں رہتے تھے۔ اسلام میں ربوا کی ممانعت کے اوپر ایک تقریر سننے کے بعد انہوں نے اپنا گھر بیچ دیا، بینک سے لیا ہوا تمام قرض چکا دیا اور ایک چھوٹا سا اسٹوڈیو اپارٹمنٹ کرائے پر لے کر اس میں منتقل ہو گئے۔ وہ اسی میں رہتے ہیں، نہ مقروض ہیں اور نہ ہی ربوا کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور خوش ہیں۔ ہاں البتہ ناراض تو بینک ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ غفور الرحیم ان کی اس توبہ کو قبول کر لیں اور انہیں معاف کر دیں۔ اور جس ایمان کا انہوں نے مظاہرہ کیا ہے اس کی بدولت انہیں اپنی نعمتیں عطا کریں۔ آمین۔ یہ کتابچہ ان کے نام منسوب ہے۔

محمد عالمگیر، سڈنی آسٹریلیا کے ایک بینکر ہیں۔ اس کتابچہ کے مسودہ کو پڑھنے کے بعد انہوں نے اپنی نوکری سے استعفاء دیا، اپنا گھر بیچ دیا اور ایسا انہوں نے صرف اپنے آپ کو ربوا کی لعنت سے نجات دینے کے لئے کیا۔ اللہ رب کریم غفور الرحیم سے یہ التجا ہے کہ وہ ان کی توبہ کو بھی قبول کر لیں انہیں معاف کر دیں اور جس ایمان اور ایقان کا انہوں نے مظاہرہ کیا ہے اس کا بہترین صلہ عطا کریں۔ آمین۔ یہ کتابچہ ان کے نام منسوب ہے۔

ہم سب لوگ اپنی زندگیوں میں گناہ کرتے ہیں مگر جب ہم اپنے گناہ پر نادم ہوں، اللہ کے احکام کی طرف واپس پلٹ جائیں اور ان گناہوں کے دوبارہ ارتکاب سے توبہ کر لیں اور نیکی پڑھ جائیں تو ان کے لئے اللہ کی طرف سے معافی کا وعدہ ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے ربوا کی ممانعت پر تقریریں سنیں مگر ابھی تک نہ تو ربوا سے توبہ کی ہے نہ اللہ کی طرف واپس لوٹے ہیں جیسے سعید بٹ اور محمد عالمگیر نے کیا ہے، یہ کتابچہ ایسے لوگوں کے لئے ہی لکھا گیا ہے اور اس امید کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ وہ بھی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کریں گے اور قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے، صحیح راستے پر واپس آجائیں گے۔ انشاء اللہ۔

فہرست

پیش لفظ	از شیخ عمران نذر حسین	صفحہ
دیباچہ	از شیخ الفاہیم جوہ	صفحہ
تمہید		صفحہ
باب اول	ربوٰ کی تعریف	صفحہ
	ربوٰ کی مختلف اشکال	صفحہ
	بیع موجد پر مزید وضاحت	صفحہ
	قرض کی ادائیگی کے وقت کچھ فالتو رقم کی ادائیگی	صفحہ
	کیا مروجہ سود ربوٰ ہے؟	صفحہ
	ہم ربوٰ سے حاصل ہونے والی رقم کا کیا کریں؟	صفحہ
	ربوٰ اور نظریہ ضرورت	صفحہ
باب دوم	ربوٰ کی ممانعت کتنی اہم ہے؟	صفحہ
	آخری ہدایت وحی	صفحہ
باب سوم	دنیاۓ اسلام۔ عالم اسلام کے لئے لمحہ فکر یہ	صفحہ
	استفسار	صفحہ
	ضمیمہ	صفحہ

پیش لفظ

اس کتابچہ کا عنوان ہے ”اسلام میں ربوا کے حکم امتناعی کی اہمیت“ اور یہ کتابچہ مفت تقسیم کے لئے ہے۔ یہ کتابچہ اپنے موضوع کی اہمیت پر ہی مبنی ہے۔ میں نے حال ہی میں ایک اور کتاب مکمل کی ہے جس کا عنوان ہے ”قرآن و سنت میں ربوا کی ممانعت“۔ یہ کتاب جو عنقریب انشاء اللہ شائع ہوگی اس مضمون پر سیر حاصل تفصیل کی حامل ہوگی۔

یہ کتابچہ انصاری میموریل سیریز کی طرف سے چھپنے والی پہلی کتاب ہے جو ہمارے استاد محترم مولانا ڈاکٹر محمد فضل الرحمن انصاری (۱۹۷۴ - ۱۹۱۴) رحمہ اللہ کی یاد میں قائم کیا گیا ہے۔ میں بہت سارے احباب کی مدد کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ سنگاپور کے اصغر حسن، محبوب فاطمہ اور عبدالرشید کی محبت اور فیاضی کا ممنون ہوں جن کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ میں اس کتابچے اور اس کے بعد آنے والی کتاب کے لئے تحقیق کر سکا اور تحریر کر سکا۔ نیویارک کے بہت سے مسلمانوں نے اس کتابچے کے چھاپنے اور مفت تقسیم کے لئے فیاضانہ عطیات دیں۔ ان میں وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنا وقت دے کر اس کتاب کے مسودہ کو پڑھا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ ان میں شیخ الفاہیم جوب، بھی ہیں جو گیمبیا میں پیدا ہونے والے ایک اسلامی عالم ہیں، مکہ معظمہ میں تعلیم حاصل کی اور اب نیویارک میں مقیم ہیں۔ انہوں نے ہی ازراہ عنایت اس کتاب کا دیباچہ بھی لکھا ہے۔ برادران ظہیر الدین، شمیم صدیقی، اقوام متحدہ کی سیکریٹ کے نیبل عبدال آل بھی ان میں شامل ہیں، اقوام متحدہ کے افغان مشن کے جناب ادیب فرہادی نے بھی کتاب کے چھپنے میں مدد کی۔ نیبل المصری کے صبر، برداشت اور ہمیشہ Word Perfect Windows میں مدد کرنے کے لئے تیار رہنے پر، اور عرفان قریشی کا بھی جنہوں نے مجھے کمپیوٹر اور پرنٹر مہیا کیا۔ میں آفتاب الدین نصر الدین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کے صفحات کو ترتیب دیا اور برادر محمد یار کا جنہوں نے اس کتاب کا سرورق بنایا۔ Samatech Printer, New York کے بھائی شکیل کا بھی جو چھپائی کے دوران انتہائی محبت اور شفقت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس دنیا میں اور آخرت میں ان کی کاوشوں کا صلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

اللہ جل شانہ سچائی کی راہ میں ہماری اس ناچیز کوشش کو شرف قبولیت بخشیں اور ہماری غلطیوں کو معاف فرمادیں۔ آمین۔

عمران نذر حسین

دیباچہ

شیخ عمران نذر حسین کا یہ کتابچہ سے جو ’اسلام میں ربوا کے حکم امتناعی کی اہمیت‘ پر ہے، یقیناً لوگوں کو ربوا، بینک کے منافع میں ربوا، تجارت میں ربوا کے ذریعہ دھوکہ، ربوا بذریعہ سٹے بازی وغیرہ کے بارے میں بڑی اہم تعلیم اور ہدایت ملے گی۔ یہ کتاب ان چند مخفی رازوں پر سے بھی پردہ اٹھاتی ہے جس کے ذریعہ تجارتی تنظیمیں دنیا کے وسائل کو دھوکہ اور فریب کے ذریعہ قابو کرتی ہیں۔

ہمارے شیخ جب یہ دکھاتے ہیں کہ یہ شیطانی نظام جو آج ساری دنیا کی معاشی سرگرمیوں پر چھایا ہوا ہے کس طرح انسانی دولت اور سرمائے کو قابو میں کر کے انسانیت کو اپنا غلام بنا لیتا ہے تب یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ صاحب کو کتنی دور رس نگاہ دے رکھی ہے۔ ان تمام معاملات میں ان کی نظر کافی اندر تک دیکھ لیتی ہے۔ یہ کتابچہ یقیناً ان لوگوں کے لئے بہت اہم ہے جن کو ربوا کے بارے میں یا تو معلومات ہیں ہی نہیں یا انتہائی کم اور ناقص ہیں۔ اور خاص طور سے یہ کہ ربوا نے کس طرح آزاد تجارتی دنیا کو برباد کر کے انسانیت کو ایک نئی قسم کی غلامی میں جکڑ لیا ہے۔

مصنف نے مسلمانوں کو واضح کر دیا ہے کہ جب مسلم اپنے دین میں سے کچھ حصے پر عمل کرتا ہے اور کچھ کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ دشمنوں کے عظیم حملوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور آج مغربی معاشرہ یہی کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے ہی طرز عمل پر ڈال دے۔ یہ حقیقت ہے کہ مغربی معاشرہ انسانیت کی ترقی کے لئے کوشاں نہیں ہے بلکہ وہ لوگ جو اس مغربی معاشرہ کے کرتا دھرتا ہیں ان کی انتہائی کوشش ہے کہ وہ عوام کو اندھیرے میں رکھیں (خاص کر مسلمانوں کو) اور پھر انہیں ایک ایسے اندھے کونین میں ڈال دیں جو تباہی اور بربادی کی آخری حد ہو۔

ربوا کی اس خطرناک حقیقت کو دنیا کے سامنے لانے کی ضرورت بہت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ مجھے امید ہے کہ اس کتابچہ کو پڑھنے والے یہ جان لیں گے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ میں بڑی بے چینی سے شیخ عمران کی ربوا کے اوپر تفصیلی کتاب کا منتظر رہوں گا۔ اللہ اس چھوٹے سے مگر انتہائی اہم کتابچہ کو قبول کریں اور اس کو کل عالم انسان کے لئے نافع بنا دیں اور ہم سب کو صراط مستقیم پر ڈالیں اور ربوا کے گناہ سے بچالیں۔ آمین۔

امام الفاہیم جوب

ڈائریکٹر، مسلم فیملی انسٹیٹیوٹ

اسلامک سرکل آف نارٹھ امریکہ، نیویارک

امام مسجد ہمزہ حمزہ، لانگ آئی لینڈ، نیویارک

تمہید

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج لوگوں کی ایک بڑی اکثریت جب گھریا گاڑی خریدتی ہے یا کالج کی فیس ادا کرتی ہے تو عموماً وہ بینک سے رقم ادھار لیتی ہے جس کی واپسی کی ادائیگی میں سود شامل ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو کریڈٹ کارڈ استعمال کرتے ہیں وہ بھی ادھار اور سود میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے بہت بڑی اکثریت ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اپنی رقموں کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں، تو وہ بینک جا کر ان پیسوں کو کسی فلکسڈ ڈپازٹ میں رکھ دیتے ہیں یا بونڈ وغیرہ میں لگا دیتے ہیں جن سے سود پر منافع حاصل ہوتا ہے۔ وہ بات جو اکثر لوگ نہیں جانتے، اور جان بھی نہیں سکتے تھے اگر قرآن مجید اور نبی آخر حضرت محمد ﷺ کا ظہور نہ ہوتا، کہ ہر دفعہ جب وہ رقم ادھار لیتے ہیں یا پھر وہ منافع حاصل کرتے ہیں جو بینک اپنے فلکسڈ ڈپازٹ پر ادا کرتے ہیں وہ ایک ایسا گناہ کرتے ہیں جو زنا کرنے سے زیادہ خراب ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہو رہا ہے اور یہ بھی کہ یہ لوگ ایک ایسے نظام کا ساتھ دے رہے ہیں جو لوٹ کھسوٹ اور دھوکہ دہی میں ملوث ہے۔ اور ان کا ساتھ دے کر اس نظام کو سہارا دے رہے ہیں۔ جب وہ ادھار رقم سود پر لیتے ہیں تو وہ ایک قانونی چوری کے نظام کا ساتھ دیتے ہیں جو ان کا اور دیگر تمام بنی نوع انسان کا خون چوس رہا ہے۔

قرآن سود کو ربا قرار دیتا ہے جو کہ حرام ہے اور حضور نبی اکرم فخر موجودات ﷺ نے یہ اعلان کیا کہ وہ تمام لوگ جو اس نظام میں شامل ہوں (خواہ وہ سود پر رقم دینے والے ہوں، یا لینے والے، یا اس کا حساب کتاب رکھنے والے ہوں یا پھر کسی بھی سودی لین دین میں گواہ ہوں) ایک ایسے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کے لئے اللہ انہیں شدید عذاب دے گا۔ اب ایسے لوگ خواہ وہ یہودی ہوں یا نصرانی، ہندو ہوں یا بدھ، یا کسی اور مذہب کے پیرو ہوں، یہ گناہ ہے اور سب کے لئے ہے۔ اور وہ سب سخت سزا پائیں گے۔ اور یہ اس لئے ہو گا کہ حضور خاتم المر تببت حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے بنی نوع انسان کے لئے رسول مقرر کیا ہے۔ ربا کی اس ممانعت کا حکم جس قدر امریکوں کے لئے ہے اتنا ہی چینوں کے لئے بھی ہے بلکہ ساری انسانیت کے لئے ہے۔

بنی نوع انسان کے وہ تمام لوگ جو قرآن کو سنتے ہیں مگر خود نہیں پڑھتے، جو پڑھ کر اسے اللہ کا حکم ماننے سے گریز کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اسے احکام الہی ہونے کا اعتراف کرتے ہیں مگر اس کے حکم پر عمل نہیں کرتے جیسے کہ ربا کا حکم، اپنے اس طرز عمل پر گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔

حق تو یہ ہے کہ قرآن نے تو صرف ربوا کے ان احکامات کی تصدیق کی ہے جو اس سے قبل اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی۔

ربوا ظلم ہے اور حضور علیہ السلام نے ظلم کو گناہ قرار دیا ہے۔ عرفات کے مقام پر حضور پاک ﷺ نے جب اپنی امت کے لئے گناہوں سے معافی کی دعا کی تو وہ اس حقیقت کے باوجود رد کر دی گئی، اس حقیقت کے باوجود کہ آپ خاتم الرسل ﷺ اللہ کے محبوب تھے۔

حضرت عبداللہ بن مردس نے روایت کیا کہ ”اللہ کے رسول عرفات کے روز شام کے وقت اللہ کے آگے درخواست گزار ہوئے کہ امت کو معاف کر دیا جائے تو آپ کو یہ جواب ملا کہ ”میں ان سب کو معاف کر چکا ہوں سوائے ظلم کے اس لئے کہ جس پر ظلم ہوگا میں اس کو ظالم کے خلاف پورا بدلہ دوں گا“۔ پھر حضور نے دعا کی ”اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت میں داخل کر دیں اور ظالم کو معاف کر دیں (یعنی اس ظالم کو جو امت محمدیٰ میں سے ہو اور معافی کا طلبگار ہو) اس کا جواب انہیں اس شام نہیں ملا۔ پھر آپ نے اسی التجا کو دوبارہ صبح کے وقت مزدلفہ میں دہرایا۔ پھر ان کو اس کا جواب ملا تو آپ ﷺ ہنس دئے (یا انہوں نے کہا کہ آپ مسکرا دئے)۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے آپ سے دریافت فرمایا اور کہا ”یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کیوں ہنسے کیونکہ ایسے وقت میں آپ خوشی کا اظہار کرتے نہیں دیکھے گئے۔ اللہ آپ کو اسی طرح ہنستا رکھے۔“ آپ نے ارشاد فرمایا، ”جب اللہ کے دشمن ابلیس نے دیکھا کہ اللہ نے میری دعا قبول کر لی ہے اور میری امت کو معاف کر دیا ہے تو اپنے سر میں دھول بھر لی اور چیخا ہائے میری خرابی، اس کا یہ حال دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی۔“ (سنن، ابن ماجہ)

اگر ربوا اتنی خطرناک چیز ہے تو پھر یہ انسان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے بارے میں پڑھے اور معلومات حاصل کرے۔ مگر اس کے باوجود انسان نے اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی کی ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ جن لوگوں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں وہ بھی اس امر میں بری طرح ناکام رہے اور اس طرف مکمل توجہ نہیں دی اور وہ بھی باوجود اس حقیقت کے کہ قرآن نے برملا دعویٰ کیا کہ تورات اور انجیل میں ربوا کے احکامات کو بری طرح توڑا مروڑا گیا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میلکم ایکس (Malcolm X) بھی ربوا کی ممانعت سے ناواقف تھے۔ اپنے قتل ہونے سے کچھ ہی قبل جب ان کے گھر کو ان لوگوں نے تباہ کر دیا جو یہ سمجھتے تھے (اور آج بھی سمجھتے ہیں) کہ وہ غدار تھے، وہ ایک بینک سے گھر خریدنے کے لئے قرض کا ایک معاہدہ کرنے ہی والے تھے۔ یہ خبر میلکم ایکس کی سوانح حیات میں مل جائے گی جس کا نام ہے (Autobiography of Malcolm X By Alex Haley) میلکم ایکس کی بیوہ ڈاکٹر بیٹی شہباز نے خود مجھے بتایا کہ اس معاہدہ کی تکمیل سے پہلے ہی وہ قتل کر دئے گئے تھے۔ اگر میلکم ایکس کو اللہ نے اور عمر دی ہوتی اور وہ ان لوگوں کے ہاتھوں جو اللہ کے اور ان کے دشمن تھے، قتل نہ کر دئے گئے ہوتے تو وہ ربوا کی امتناع کو جاننے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیتے تو وہ یقیناً اس جدید قسم کی

غلامی (Neo-Slavery) کو ایک ایسی ضرب مارتے جو اکتوبر ۱۹۹۵ء میں واشنگٹن میں سیاہ فام افراد کے ملین مارچ سے زیادہ شدید اور اثر انگیز ہوتی جو امریکی سوسائٹی میں موجود نسل پرستی اور سیاسی و معاشی نا انصافیوں کے خلاف کیا گیا تھا۔ وہ حکومتیں جو آج دنیائے اسلام پر حکمران ہیں انہوں نے بھی انتہائی بے حسی اور بے دردی سے اسلام کو دھوکہ دیا ہے اور ربوہ میں تن من دھن سے ایسے داخل ہو گئے ہیں کہ کئی مسلم ممالک تو ربوہ کی بدولت ایسے مقروض ہو گئے ہیں کہ گویا مکمل غلامی میں جکڑے گئے ہیں۔

اسی ربوہ کی وجہ سے ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں ایمان اور ایمان داری بڑی آسانی سے غائب ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی پر فتن دور کی طرف اشارہ کیا تھا جب آپ نے فرمایا ” ایک آدمی سوئے گا تو ایمان اس کے دل سے نکل جائے گا اور صرف ایک ایسا نشان باقی رہ جائے گا جیسے سیاہ دھبہ۔ پھر آدمی سوئے گا جس کے دوران اس سے ایمان اور بھی کم ہو جائے گا اور وہ دھبہ اتنا رہ جائے گا جیسے کہ کسی کے پیروں پر ایک چنگاری گرے تو وہاں ایک آبلہ پڑ جائے جو سب لوگوں کو دکھائی دے مگر اس میں اندر کچھ نہ ہو۔ لوگ اپنی تجارت میں مشغول ہونگے مگر بھروسہ کے قابل ایک آدمی بھی شائد ہی ملے گا۔ اور پھر یہ کہا جائے گا کہ فلاں فلاں قبیلہ میں ایک بڑا ایمان دار آدمی ہے اور پھر کچھ عرصہ بعد یہ کہا جائے گا کہ فلاں شخص کیسا عقلمند، نرم گفتار اور طاقتور آدمی ہے مگر اصل میں اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔“ (بخاری)

بہت سے لوگ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہم آج اسی دور میں رہ رہے ہیں جس کا تذکرہ اوپر درج شدہ حدیث مبارک میں ہے۔ ہم اور آپ دور فتن سے گذر رہے ہیں۔ امریکی معاشرہ میں ہر اختتام پذیر ہونے والی اخلاقی قدر پر امریکی سیاست دان چیخ اٹھتے ہیں اور یوں وہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ آخری دور آ گیا ہے جس کے بعد بس خاتمہ ہی ہے۔ آج کی دنیا میں ربوہ سے زیادہ خطرناک ایسی اور کوئی چیز نہیں اور یہ ہمارے اندر کی رہی سہی ایمان داری اور سچائی کو تیزی سے ختم کر رہی ہے۔ دراصل ربوہ کی موجودگی ہی اس بات کی گواہی ہے جس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ نے اللعالمین رحمۃ اللعالمین ﷺ نے مومنین کو دی جس سے وہ دجال کو پہچان سکیں۔

آج بنی آدم کو اس بات کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ ہدایت کے لئے ان لوگوں کی طرف رجوع کرے جو عالم بھی ہیں جن کے پاس وہ پاک صاف علم بھی ہے اور وہ اس کو سمجھتے بھی ہیں۔ (دیکھئے استفسار۔ نوٹ۔ ۱)۔ یہ وہی پاکیزہ علم ہے جو اس سے قبل تورات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو، زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کو اور انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا مگر جسے انسان نے اپنے مفاد میں بدل لیا اور بے رحمی سے ان میں تحریف کر دی۔ مگر وہی علم پھر سیدنا مولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوپر نازل ہوا اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور ہمیشہ ہمیشہ بغیر تحریف کے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔ ہمارے ارض دنیا کے ان باقی دنوں میں یہ ضرورت ہے کہ اس ہدایت حقانی پر منحصر علم کو سمجھا جائے، اس پر ایمان کو مضبوط کیا جائے اور اس حق پر عمل کیا جائے جو اسی رب کائنات کی طرف سے آیا ہے جس نے پہلے بھی یہ علم عطا کیا۔ اس دور فتن میں ایمان کی حفاظت کے لئے لوگوں کو برداشت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین نبی کریم ﷺ نے خود فرمائی۔ ربوہ ایک ایسی شیطانی طاقت ہے جو انتہائی تباہ کن ہے اور ایمان کے چیتھڑے اڑانے اور اس کی بنیادوں کو ڈھانے کا کام کر رہی ہے۔ اس دم مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ اہم اور کوئی بات نہیں کہ وہ ربوہ کے خلاف ڈٹ جائیں اور صبر و برداشت کا مظاہرہ

کریں۔

رہا ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے ان علماء کو پہچانا جاسکتا ہے جن کے پاس علم بھی ہے اور وہ اس علم پر تصدیق کے ساتھ عمل بھی کرتے ہیں۔ حضور اکرم نبی برحق ﷺ نے فرمایا کہ ایک باعمل عالم (وہ علم جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل کیا) شیطان پر ہزار بے عمل عالموں سے زیادہ بھاری ہے۔ جیسا کہ باعمل عالم تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کے لئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ”عمر سڑک کے جس طرف چلتا ہے شیطان اس کی دوسری سمت میں بھاگ جاتا ہے۔“

جب تک بنی نوع انسانی ان لوگوں کی طرف رجوع نہیں کرے گی جن کے پاس نہ صرف یہ کہ ربوا کی ممانعت کا علم ہے، بلکہ وہ ایمانداری سے لوگوں کو قرآن و حدیث کے اس علم کی تعلیم بھی دیتے ہیں، انسانیت اسی طرح بھٹکتی رہے گی اور اس سے بھی زیادہ مشکلات، پریشانی، بد امنی اور خون ریزی کا شکار ہوگی۔ قیامت کی نشانیوں میں سے جو نشانیاں حضور شارح اعظم ﷺ نے اپنے صحابی، سیدنا حضرت حذیفہؓ کو بتائیں ان میں سے یہ بھی تھی کہ ”کچھ لوگ ہونگے جو میری سنت کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں جانی پہچانی ہونگی لیکن بعض میں اجنبیت محسوس کرو گے۔ میں نے پوچھا، کیا پھر اس خیر کے بعد شر آئے گا؟۔ فرمایا کہ ہاں۔ جہنم کے دروازے پر بلانے والے ہونگے اور جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انہیں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان کے کچھ اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا کہ وہ ہمارے جیسے ہی ہونگے اور ہماری زبان ہی بولیں گے۔ میں نے پوچھا، پھر اگر میں نے وہ زمانہ پالیا تو آپ اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟۔ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کی، اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور ان کا کوئی امام نہ ہوا تو؟۔ فرمایا کہ پھر ان تمام جماعتوں سے الگ رہنا خواہ تمہیں درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔“ (بخاری و مسلم)

میں نے بذات خود ایک قدم اٹھایا کہ عین اسی طرح کی ایک جماعت میں شامل ہو جاؤں جو خلافت کا نظام قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس جماعت میں شمولیت کے لئے امیر کی اطاعت کے لئے مجھے بیعت کرنے کی ضرورت تھی۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے اور مجھے طمانیت ہے کہ اوپر بیان کی ہوئی حدیث مبارک کی مطابقت میں مجھے ایک امیر کی ہدایت کے تحت عمل کرنے کی خوشی حاصل ہے۔ صحیح مسلم کی اس حدیث مبارک کے مطابق اس بیعت کے بعد میرا جاہلیت کی حالت میں موت آنے کا خطرہ بھی جاتا رہا۔ جامعہ الاظہر نے آج سے ستر سال قبل خلافت کے خاتمہ پر احتجاج کے خلاف احتجاجاً یہ کہا ”جو بھی امام اور امیر جماعت کی بیعت کے بغیر مر گیا وہ جاہلیت میں مر گیا۔“

حضور نبی برحق ﷺ نے مسیح الدجال کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ جھوٹا مسیح جب آئے گا تو جنت کی طرف جانے والے راستہ کو آگ سے بھرا ہوا دکھائے گا اور جہنم کے راستے کو دریا کے ٹھنڈے پانی کی طرح۔ الغرض دجال کا دور انتہائی دھوکہ اور فریب کا دور ہوگا۔ اور یہ دور ایسا ہوگا کہ انسان نے حضرت آدمؑ کے بعد سے آخر وقت تک نہیں دیکھا ہوگا۔ آج ربوا کی ریل پیل اس بات کی علامت ہے کہ وہ آخری وقت

آ گیا ہے۔ دجال، نقلی مسیحا، کا وہ دور آ گیا ہے جو یہودیوں کو عظیم دھوکہ دے گا اور انہیں کامل تباہی و بربادی تک پہنچا دے گا۔ اس وقت ہمیشہ سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت جس کو اپنے ایمان کی سلامتی چاہئے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جاہلیت کی موت مرنے کی بجائے فوری طور پر ایسی جماعت میں شامل ہو جائے جو دارالسلام کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے اور جو ایک امام یا امیر کے تحت چل رہی ہے اور جس کی بیعت کر کے اس کے احکامات کی تعمیل کی جائے۔

ہم نے ان صفحات میں یہ کوشش کی ہے کہ ان لوگوں کو معلومات دیں جو ربوا میں معلومات نہیں رکھتے، یا وہ لوگ جو ربوا کے بارے میں غلط اطلاعات رکھتے ہیں یا پھر ایسے لوگ جن کو ربوا کے بارے میں **سیر حاصل سرے سے کوئی علم** حاصل نہیں ہے۔ اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صرف تعارف ہے جو اس بات کی طرف دعوت دے رہی ہے کہ سوچا جائے کہ اسلام میں ربوا کی جو ممانعت آئی ہے وہ کس قدر اہم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان ربوا کے بارے میں اچھی طرح مکمل علم حاصل کریں گے اور جی جان سے اس کے خلاف ڈٹ جائیں گے۔ ہماری یہ دعا بھی ہے کہ وہ لوگ جن لوگوں نے غفلت برتی ہے اب اپنی زندگی پر دوبارہ نظر ڈالیں گے اور جرات و ہمت کا مظاہرہ کریں گے، قربانیاں دیں گے اور درست سمت میں چلیں گے تاکہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کے عذاب سے بچالیں۔ اس کتاب میں ہم نے کوشش کی ہے کہ پہلے ربوا کی تعریف پیش کریں اور پھر واضح کریں کہ شریعت میں ربوا کی ممانعت کی کتنی اہمیت ہے۔ ہر شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہے خواہ وہ عیسائی ہو یا یہودی یا ہندو یا بدھ ہو یا مسلمان، کوئی بھی ہو اور اس کتابچہ کو پڑھ کر وہ سب کچھ ہضم کر لے جو ان صفحات میں درج ہیں، وہ اس بات سے پیچھا نہیں چھڑا سکے گا کہ وہ اس مضمون کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرے اور ربوا میں الجھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ اسلام میں ربوا کی ممانعت کے مضمون کا صحیح علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس مآخذ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جو اللہ وحدہ لا شریک کی طرف سے نازل ہوا اور کئی صدیاں گزرنے کے بعد بھی آج اپنی اصل شکل میں پورے آب و تاب سے ہر قسم کی تحاریف سے اور تبدیلیوں کے بغیر محفوظ ہے۔ اگر اللہ کو منظور ہو تو ایک مفصل کام قرآن و سنت میں ربوا کی ممانعت کے عنوان سے تحریر کر سکوں۔ اسمیں نہ صرف یہ کہ قرآن میں نازل شدہ ربوا کی آیات کی تشریح ہوگی بلکہ تاریخی حوالہ جات سے اور واقعات سے بھی ان باتوں کی تصدیق کی جائے گی۔ اور ان تین تدریجی اقدام کی وضاحت ہوگی جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ علیم وخبیر نے ربوا کو اسلامی معاشی معاملات سے کلی طور پر بے دخل کرنے کا حکم دیا ہے اور اسلام نے جس پر عمل کرا کے دکھایا ہے۔ اس مضمون کا قرآن کے حوالوں سے مطالعہ عیسائی اور یہودی حضرات کے لئے بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ وہ دیکھیں کہ ان کی انجیل اور توریت میں اللہ کے کلام کو کس طرح مسخ کر دیا گیا ہے۔ قرآن کے بعد اس مضمون کے مطالعہ کے لئے بہترین اور معتبر حوالہ سنت رسول آخر ﷺ میں ملتا ہے۔

باب اول

ربوا کی تعریف

یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ ربوا یا ربا یا سود کے متعلق قرآنی احکامات کی اولین نازل شدہ آیات میں ہی اس کی مکمل تعریف بتادی گئی۔ سورۃ المبارک الروم کی آیت نمبر ۳۹ میں ارشاد ہوا کہ: ”اور یہ جو تم سود دیتے ہوتا کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، تو جو بھی ایسا کرتے ہیں وہ ہیں جو (اپنے مال کو) کئی گنا بڑھا لیتے ہیں۔“ اس قرآنی آیت کی رو سے ربا کا مطلب یہ ہوا: ”دوسروں کی دولت کی بنیاد پر اپنی دولت میں اضافہ۔“ یعنی دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر میری دولت میں ربا کے ذریعہ سے اضافہ ہوا تو اس کی وجہ سے میرا فائدہ، تمہارا یا دوسروں کے نقصان کے برابر ہوگا۔ ایسا لین دین کسی طور پر بھی تجارت کے زمرے میں نہیں آسکتا بلکہ یہ تو تجارت کا الٹ ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ ربا میں ایک شخص کا فائدہ دوسرے کے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ جب کہ تجارت کے لئے اسلام کے احکامات یہ ہیں کہ لین دین میں شامل تمام پارٹیوں کو تحفظ ہو اور یہ کام باہمی رضامندی سے قرار پائے۔ (قرآن، ۴:۲۹)

سود یا ربوا کی اس تعریف کو اسی سلسلہ میں نازل ہونے والی دوسری آیت میں مزید تقویت دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کے ظلم اور بربریت پر سرزنش کی۔ ان کے ظلم و تعدی میں ان کا ربوا یا سود کا کاروبار شامل تھا۔ حالانکہ ان کی شریعت میں واضح طور پر ربوا کے لین دین کی ممانعت تھی۔ اللہ کا حکم تھا: ”اور سود لیا کرتے تھے، حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا، اور لوگوں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے تھے۔ اور ان میں جو لوگ کافر ہیں، ان کے لئے ہم نے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

(سورۃ النساء، آیت #۴)

ان قرآنی آیات کی روشنی میں ہمارے سامنے ربا کی یہ تعریف آتی ہے: ”حرام اور باطل ذرائع سے دوسروں کے مال سے اپنے مال میں اضافہ کرنا۔“ ربوا کے سلسلہ میں نازل ہونے والی تیسری اور چوتھی آیات میں اللہ باری تعالیٰ ربوا کی ایک اور شکل کی نشاندہی کرتے ہیں جس کا مطلب اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ: ”روپیہ اس شرط پر ادھار دینا کہ پہلے سے مقرر شدہ رقم کے اضافہ کے ساتھ واپس کیا جائے۔“

(قرآن، ۲:۲۷۹ اور ۳:۱۳۰)

اس تعریف کی رو سے ربوا وہ اضافہ ہے جو پہلے سے طے کر لیا جائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس اضافہ کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں جو کہ

ادھار دئے ہوئے اصل زر کے بدلے میں حاصل کیا جائے۔ اور یہ اضافہ دوسرے کے مال کو غلط طریقہ سے اپنا بنالینے کے برابر ہے۔ دور جاہلیت کے عرب معاشرہ میں ربوا کی یہ شکل کاروباری اور ذاتی لین دین میں بہت عام تھی۔

ربوا بعض اوقات ایک ایسے نظام کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے ”قانونی چوری“ کہہ سکتے ہیں۔ (قرآن، ۴:۱۶۱) پرنسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر رچرڈ فالک نے (Legalised Theft) یعنی قانونی چوری کا لفظ استعمال کیا جو کہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں رائج تھا۔ (دیکھئے استفسار نوٹ #۲)۔ ہمارے نزدیک تمام کا تمام سرمایہ دارانہ معاشی نظام لوٹ کھسوٹ پر مبنی ہے۔ یہ قانونی چوری آخر ہوتی کس طرح سے ہے؟

قرآن مجید نے ربوا کی ایک خاص قسم کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے کہ جس کی رو سے سود پر رقم کا لین دین جس میں اصل زر خود بخود پہلے سے مقرر شدہ مقدار کے مطابق بڑھتا چلا جاتا ہے جس کو آج کے دور میں Interest کہتے ہیں اور اس کا ادھار دی ہوئی رقم کی کمی یا زیادتی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کی ممانعت حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی آخر کی قرآنی آیتوں میں کر دی گئی (قرآن ۲:۲۸۱، ۲:۲۷۸)۔ اور ہدایت کر دی گئی کہ سود پر کی گئی لین دین سے جو رقم باقی بچ گئی ہے اس کو چھوڑ دیں۔ اور پھر یہ ہدایت بھی آگئی کہ وہ مومنین جو اس حکم پر عمل پیرا ہونگے وہ صرف اس رقم کے حقدار ہونگے جو ادھار دی ہوئی رقم سے بغیر سود کے بچ رہی ہو۔ (قرآن، سورہ بقرہ آیت #۲۷۸)۔ دراصل قرآن ایسے کسی لین دین کو جو سود کی بنیاد پر ہو، تجارتی لین دین سے خارج قرار دیتا ہے۔ ایسا سود قرآن کے نزدیک تجارت نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔ اس لئے کہ سود تجارت نہیں ہے۔ تمام تجارتی لین دین ایک محفوظ اور آزاد تجارتی ماحول میں ہونا چاہئے۔ اور ایسے آزاد کاروباری فضاء میں اصولی طور پر منافع کا امکان ہوگا تو نقصان کا احتمال بھی ہوگا۔ ربوا کی صورت میں ایسی صورت حال سے کئی کاٹ کر نکل جایا جاتا ہے، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خطرے کو کم کر دیا جائے اور نقصان کے تمام خدشات کو نکال دیا جائے اور صفر کر دیا جائے۔ یہ تو نا انصافی ہوئی کیونکہ ایسی کاروباری فضاء نہ تو آزادانہ ہوگی اور نہ ہی منصفانہ۔ اگر معاہدہ کے ایک فریق کو تمام نقصان سے مکمل تحفظ حاصل ہو جائے تو دوسرا فریق لامحالہ تمام نقصان اور خسارے کے خطرے کو برداشت کرے گا۔ اس طرح دولت مستقلاً پہلے فریق کی طرف منتقل ہوتی رہے گی۔ اور دوسرا فریق صرف گھائے کو برداشت کر رہا ہوگا۔ اور گھانا بھی وہ جو اس کا اپنا بھی ہوگا اور دوسرے فریق کا بھی ہوگا۔ آج کی معاشی دنیا میں یہ ہی ہو رہا ہے۔ انقلاب فرانس میں عیسائی چرچ کی شکست کے بعد پورے یورپ نے ربا کے اصولوں پر مبنی معیشت کو قبول کر کے اسے تقویت دی ہے۔

آج بینکوں اور دیگر ادھار دینے والے معاشی اداروں کے درمیان سود کی شرح کمی بیشی کی جو دوڑ لگی ہوئی ہے وہ اس بات کی گواہی نہیں ہے کہ تجارتی ماحول بڑا آزاد اور منصفانہ ہے بلکہ درحقیقت یہ کرائے کے مختلف قاتلوں کے درمیان ریٹ کی کشمکش کے مترادف ہے۔ تمام بینک غریبوں کی آبادی سے دور ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ بینکوں کو غریبوں کو ادھار دینے سے کوئی غرض نہیں۔ اگر یہ غریبوں کے ساتھ سودا کریں تو انہیں خسارہ بھی قبول کرنا پڑے گا مگر یہ لوگ تو گھائے کا سودا نہیں کرتے اسی لئے تو یہ لوگ جب ادھار دیتے ہیں تو اس بات کو سب سے پہلے یقینی بناتے ہیں کہ نقصان کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔

جب معاشرے کا معاشی نظام ربوہ پر مبنی ہوگا تو پھر معاشرے کے تمام امیر ہمیشہ امیر ہی رہیں گے۔ کیونکہ وہ اپنے کاروبار سے خسارے کے تمام دھڑکے کو مکمل طور پر ختم کر دیتے ہیں اور دوسروں کے مال سے اپنی دولت میں لگا تار اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ اب یہ دوسرے لوگ خواہ غریب نہ ہوں مگر ان امیروں کی risk free پالیسیوں کی بدولت ان کی زد میں آ کر تمام کاروباری نقصان کا بوجھ خود اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اور یوں امیروں کو اور امیر بننے میں مدد دیتے ہیں۔ اور یہی خطرے سے محفوظ سرمایہ کاری دراصل قانونی چوری ہے۔ اور اسی کی بدولت غریبوں کی تعداد میں لگا تار اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ غریب رفتہ رفتہ افلاس کی حدیں پار کرتے ہیں اور غربت خود انتہائی پستی میں چلی جاتی ہے۔ رسالت مآب ﷺ نے جب فرمایا کہ جو غربت کی انتہائی پستی میں چلا جائے اس کا اللہ پر سے ایمان ختم ہو جاتا ہے تو اس ارشاد کا مطلب یہ ہی تھا۔ ربا کے اس تانے بانے سے بنے ہوئے آج کے معاشی نظام نے بنی نوع انسان کے ایک بہت بڑے گروہ کو مستقل افلاس میں مبتلا کر دیا ہے۔ دنیا میں لاکھوں کروڑوں بچے آج بھوک کا شکار ہیں اور موت کے منتظر ہیں کیونکہ ان کی حکومتیں ان قرضہ دینے والی دوسری مملکتوں کو اپنی ایک بہت بڑی رقم سود کے چکانے میں دینے پر مجبور ہیں۔ لاکھوں بچوں کو صبح سے شام تک محنت مزدوری کرنی پڑتی ہے۔ کتنے ہی گاؤں ایسے ہیں جہاں ایک بھی کنواری لڑکی نہیں ملتی اس لئے کہ ان دوشیزاؤں کے والدین افلاس اور بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنی لڑکیوں سے جسم فروشی کروائیں۔ اس صورت حال سے صرف عقل کے اندھے ہی ناواقف ہیں اور ان کو یہ نظر نہیں آ رہا ہے کہ ربوہ کے اس گھناؤنے معاشی نظام نے دنیا کے ساتھ کیا کیا ہے اور کیا کرتا جا رہا ہے۔

کسی بھی صحت مند معاشی ماحول میں دولت پورے معاشرے میں مستقل گردش میں رہتی ہے۔ مگر جب ربوہ کا نظام قائم ہو تو دولت صرف امیروں کے گرد ناچتی ہے۔ آج کی دنیا اسی کے سحر میں گرفتار ہے جب کہ یہ سب کچھ اجزائے ترکیبی ہیں بغاوت، غنڈہ گردی، مار دھاڑ اور تشدد کے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ مفلسوں کی غلامی کا نقطہ آغاز ہے۔ آج کے دنیا کے تقریباً ہر علاقہ کی معاشی صورت حال ایسی ہی ہے۔ اور ایسے میں جب اسلام یہ آواز اٹھائے اور لوگوں کو اس معاشی غلامی سے نکالنے کی بات کرے تو میڈیا اسے مسلمانوں کی بنیاد پرستی کا نام دے دیتی ہے۔ اور دیکھیں تو یہ بھی بالکل واضح ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آج میڈیا جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے یہ وہی ہیں جنہوں نے ربوہ کا معاشی نظام ترتیب دیا ہے اور پوری دنیا کو اس میں جکڑ رکھا ہے۔ شائد کہ یہ چھوٹا سا کتابچہ امریکی پڑھنے والوں کی (اور مسلم قاری کی بھی) مترجم آنکھیں کھول دے اور ان کے اندر مزید معلومات حاصل کرنے کی لگن پیدا کر دے۔ آمین۔

اگر ہم حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث کی طرف رجوع کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ربوہ کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں سود پر رقم کا لین دین صرف ایک قسم ہے۔ بے شک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ربا کی ستر شکلیں ہیں اور وہ سب کی سب آج کے معاشی نظام میں داخل ہو چکی ہیں۔

ربو کی مختلف اقسام

گو کہ حضور خاتم المرثبت ﷺ نے ستر قسم کے ربو کا پتہ تو بتایا مگر آپ ﷺ نے ان کی مختلف اقسام کی تفصیل نہیں بتائی۔ شارح اعظم ﷺ نے ربو کی ان مختلف اقسام میں سے صرف چند کی نشاندہی کر دی ہے۔ اس سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے کہ دنیا میں ربو کی بیشمار قسمیں رائج ہیں اور یہ ہر دور کے علمائے اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام اوامرو نواہی کی روشنی میں انکا جائزہ لیں اور ربو کی ان تمام اقسام کو بے نقاب کر دیں جن کا حضور ﷺ نے تذکرہ نہیں کیا شائد اس لئے کہ ان کے پاک دور میں ان اقسام کا ابھی ظہور نہیں ہوا تھا مگر آج کے دور میں وہ پورے آب و تاب اور زور و شور سے ظاہر ہو گئی ہیں اور رواج پا گئی ہیں۔ آئیے درج ذیل میں ہم ربو کی ان اقسام کا جائزہ لیں جو شارح برحق ﷺ ہمیں بتا گئے ہیں۔

۱۔ بیع مَوجِل (ادھار لین دین)

کچھ کاروباری معاملات میں حضور پاک ﷺ نے ادھار لین دین کو منع کر دیا اس لئے کہ ان میں ربو کی دخل اندازی ہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے منقول ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے: ”ادھار میں ربو ہے۔“ اسی طرح ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ: ”اگر ادائیگی ہاتھ کے ہاتھ اسی وقت ہو تو اس میں ربو نہیں ہے۔“ (بخاری و مسلم) مثال کے طور پر ایسا لین دین اس وقت ہوگا جب یہ کسی جانور کے بدلے دوسرے جانور کی فروخت ہو۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ نے روایت کیا کہ: ”حضور علیہ السلام نے ایسے جانور کو جانور کے بدلے فروخت کرنے سے منع کر دیا جس کی ادائیگی کچھ عرصہ بعد کی جائے۔“ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)۔ ایسے کاروبار کے منع کرنے کی ایک وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس میں جانور کی موت یا بیماری یا ایسی ہی کوئی اور ناگہانی چیز کے ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے۔ اور ایسی کسی چیز کے واقع ہونے سے دونوں کاروباری فریقوں کے درمیان اختلاف پیدا ہونے کا امکان موجود ہوتا ہے۔ ادھار کے سودے کو منع کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ایک فریق بروقت ادائیگی نہ کر سکے تو دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف بھی پیدا ہو سکتا ہے اور معاملات بگڑ سکتے ہیں۔ لاطینی امریکہ میں زرعی زمینوں کے سفید فام مالک ان انڈین ہاریوں کو ادھار کر لینے کی ترغیب دیتے ہیں اور پھر جب غریب ہاری ادائیگی نہ کر سکے تو اس کو مفت کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ Latifundia یعنی لاطینی امریکہ کی زرعی معیشت لوگوں کو اسی چکر میں پھانس کر پروان چڑھائی گئی۔

ہم نے نیویارک میں اپنے چار سالہ قیام کے دوران سب سے بہترین بیان جو سنا وہ ٹریسی رگس کا تھا جو افریقن امریکی ہے اور نیو جرسی کی ماریسن جیل میں تھا۔ اس نے کہا تھا کہ: ”ادھار غلامی کی طرف واپسی کا پہلا قدم ہے۔“ شائد وقت کے دھارے میں کسی وقت وہ اپنے بیان کئے ہوئے اس جملہ کو اس کتابچہ میں پڑھ لے اور اس وقت کو یاد کرے جب اس نے یہ الفاظ کہے تھے۔ اس جیل میں ہماری ہفتہ وار تبلیغ ’اسلام میں آزادی کے نظریہ‘ کے متعلق تھا اور جس کا اثر یہ ہوا کہ اس جیل خانہ کے ایک سو سے زیادہ مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ۔ تمام تعریفیں صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ہیں۔

ربو کا نظام ادھار کو قبول کرنے اور اس کو سہارنے والے افراد کو از خود تخلیق کرتا ہے اور ان کو پروان چڑھاتا ہے۔ اس کی کوششوں سے ایسے لوگ سامنے آتے ہیں جو یا تو ”اچھے مقروض“ ثابت ہوں یا پھر ”برے مقروض“ کی شکل میں سامنے آئیں۔ یہ نظام اپنے جال میں پھنسے لوگوں کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ سرتوڑ کوشش کر کے اپنا ریکارڈ سیدھا رکھیں اور ادائیگیاں بروقت کرتے رہیں۔ ادائیگی نہ کر سکنے والے مقروضوں کو شدید سزا دی جاتی ہے اور یوں یہ عمل جاری و ساری رہتا ہے۔ ایسا شخص جس نے سود پر کبھی ادھار نہ لیا ہو اس نظام کے تحت اس کا کوئی ریکارڈ نہ ہو تو اس کو مشکوک اور انتہائی گھٹیا نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

بیع مَوجَل پر مزید وضاحت

بیع مَوجَل ایک ایسا کاروباری معاملہ ہے جس میں ادائیگی منور کردی جاتی ہے یعنی خرید و فروخت کا معاہدہ تو ہو جاتا ہے مگر پیسوں کی ادائیگی ایک خاص مدت تک کے لئے روک لی جاتی ہے۔ مگر اس میں ربو نہیں ہوتا ہے۔ حضور اقدس نبی برحق ﷺ نے خود ادھار پر غلہ خریدا۔ (نیچے دی ہوئی حدیث دیکھیں)۔ یہ عمل ربو نہیں تھا۔ یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ ہم اس بات کو وضاحت سے سمجھ لیں کہ آپ ﷺ کا یہ عمل یعنی بیع مَوجَل آج کے دور کے ادھار یا کریڈٹ کے مماثل نہیں تھا بلکہ اس سے بہت مختلف تھا۔ اس لئے کہ اس خرید و فروخت میں مندرجہ ذیل چیزیں بہت واضح ہیں

ا۔ اس معاملہ میں ادھار ہونے کی وجہ سے قیمت کے زیادہ ہو جانے کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ اور پھر یہ کہ

ب۔ ادھار کا یہ سود کسی ایسی چیز کے رہن رکھ دینے کی ضمانت کے ساتھ ملا ہوا تھا جس کی قیمت ادھار کی رقم کے برابر تھی۔ ایسی صورت میں اگر ادھار لینے والے کی موت واقع ہو جاتی ہے تو وہ مقروض نہیں مرے گا اور اس کی رہن رکھی ہوئی چیز اس کے قرض کی ادائیگی کا ذریعہ بن جائیگی۔ اور سوئم یہ کہ

ج۔ جس چیز کا سودا ہوا ہے وہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسکی وجہ سے مستقبل میں کسی جھگڑے کی بنیاد بن جائے۔ (جیسے آم کی فصل کا کاروبار جس میں ابھی آم تیار نہ ہوا ہو۔)

اسی وجہ سے حضور پاک ﷺ کے اس بیع مَوجَل میں کوئی ربو نہیں تھا۔ ہم اس حدیث مبارک میں دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ خود رہن کی بنیاد پر ادھار کا کاروبار کرتے ہیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار لیا کہ ادائیگی بعد میں کریں گے اور اس کے عوض اپنی زرہ رہن رکھ دی۔ (بخاری و مسلم) اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ جب آپ جناب ﷺ کا وصال ہوا اس وقت آپ کی زرہ اس یہودی کے پاس ۳۰ صاع کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔ (صاع وزن کا پیمانہ ہے) (بخاری)

ادھار ایسی چیز ہے جس سے ڈرنا چاہئے۔ کسی بھی مسلمان کو ہر ایسے ادھار سے بچنا چاہئے جس کی ادائیگی اس کے لئے ممکن نہ ہوتا

وقتہ کہ حالات بالکل بس سے باہر نہ ہو جائیں۔ اور اگر ادھار ہو ہی گیا تو اس کی ادائیگی کو خواہ مخواہ ٹالنا نہیں چاہئے۔ اگر صورت ایسی ہو کہ قرض دار قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو قرض دینے والے کو چاہئے کہ جو رقم قرض دار کے پاس ہو وہ اس سے لے لے اور بقیہ رقم کو معاف کر دے۔ اور ممکن ہو تو قرض دار کو مزید مہلت دے دی جائے۔ تورات میں قرض کی واپسی کی مدت ستر برس مقرر کر دی گئی تھی۔ تورات میں اس حد کے مقرر ہونے کے بعد بھی آج اس میں ایک دو ہرے معیار کی گنجائش موجود ہے۔ تورات کا کہنا ہے کہ: ”ہر سات سال بعد تو چھٹکارا دیا کرنا۔ اور چھٹکارا دینے کا طریقہ یہ ہو کہ اگر کسی نے اپنے پڑوسی کو قرض دیا ہو تو وہ اسے چھوڑ دے اور اپنے پڑوسی سے یا بھائی سے اس کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ خداوند کے نام سے اس چھٹکارے کا اعلان ہوا ہے۔“ (استثناء، باب #۱۵ آیت #۱)

اور اگر غیر یہودیوں کے ساتھ معاملہ ہو تو: ”پر دیسی (یعنی وہ جو یہودی نہ ہو) سے تو اس کا مطالبہ کر سکتا ہے پر جو کچھ تیرا تیرے بھائی پر آتا ہو تو اس کی طرف سے دست بردار ہو جانا“۔ (استثناء، باب #۱۵ آیت #۱) اور پھر سامراجی معاشی نظام کے لئے یہ کہہ کر راہ ہموار کر دی گئی: ”کیونکہ خداوند تیرا خدا جیسا اس نے تجھ سے وعدہ کیا ہے تجھ کو برکت بخشے گا اور تو بہت سی قوموں کو قرض دے گا پر تجھ کو ان سے قرض نہیں لینا پڑے گا اور تو بہت سی قوموں پر حکمرانی کرے گا پر وہ تجھ پر حکمرانی نہیں کرنے پائیں گی۔“

(استثناء، باب #۱۵ آیت #۶)

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس کسی نے بھی تورات میں تحریف کی اور یہ سب خرافات اس میں شامل کر دی ہیں اس کا حامی و مددگار یقیناً شیطان مردود ہوگا۔ اس طرح کے الفاظ ضرور بالضرور شیطانی احکامات ہی ہو سکتے ہیں۔ جن خبیثت روحوں نے یہ الفاظ لکھے انہوں نے ایک طرف پورے بنی نوع انسانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہودیوں سے نفرت کرنے کا سبق دیا تو دوسری طرف یہودیوں کی تباہی و بربادی کا بیج بھی بو دیا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ یہودی علماء سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاک و صاف شریعت کو اور جو حق سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا اس کی تحقیق کے ذریعہ سے واپسی ممکن بنائیں۔ ان دونوں اولوالعزم پیغمبروں پر جو سچائی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی اس کا وجود آج پوری دنیا میں ماسوائے قرآن مجید فرقان حمید اور سیدنا و نبینا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات اور سنت مطہرہ کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے۔

۲۔ ربو۱۱ لئسا النسبۃ۔ یعنی ادھار کی صورت میں اشیا کی قیمت میں اضافہ

حضرت اسامہ بن زید نے روایت کیا کہ حضور علیہا السلام نے فرمایا کہ: ”لین دین میں کوئی ربو۱۱ نہیں سوائے نسبی تاخیر یعنی انتظار کے۔“ ربو۱۱ کا یہ شکل مکہ میں بہت عام تھی۔ اس کا بنیادی اصول یہ تھا کہ اگر آپ کو اپنے پیسوں کی وصولی کا انتظار کرنا پڑے تو آپ کو حق ہے کہ آپ کو زیادہ پیسے ملیں۔ مقروض اگر وقت مقررہ تک قرض ادا نہ کر سکتا تھا تو اس کی واپسی کی مدت میں اضافہ کر دیا جاتا اور اس کے ساتھ ہی اسکے ذمہ واجب الادا رقم میں کچھ اضافہ کر دیا جاتا تھا۔

اگر سرمایہ وقت کے گزرنے کے ساتھ خود بخود بڑھ جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ روپیہ نے از خود اور روپیہ پیدا کر لیا۔ اس کے لئے کسی محنت کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس طرح اس قسم کے معاشی نظام میں دولت طاقت کے پہلو بہ پہلو آجائے گی اور دولت کی حاکمیت قائم ہو جائے گی۔ یوں انسانی محنت اور مزدوری کی قیمت کم ہوتی چلی جائے گی یہاں تک کہ مزدور سرمایہ دار کا غلام ہو جائے گا۔ آج کا زمانہ اسی ماحول کی عکاسی کر رہا ہے۔ بھوک اور افلاس سرمایہ داروں کو یہ موقع فراہم کرے گی یہ طبقہ مزدوروں پر پوری شدت سے اپنے پنجے گاڑ دے اور جیسے بادشاہوں کے دور میں امراء اور نوابوں کو جو قانونی اختیارات حاصل تھے اس سے کہیں زیادہ سختی سے ان پر عمل درآمد ہوگا اور بھوک اور افلاس سے مارے ہوئے لوگ غلامی کی زنجیروں میں اس شدت سے لپیٹ دئے جائیں گے کہ پرانے وقتوں کی کاشتکاری اور غلامی کے نظام سے بھی زیادہ برا حال ہو جائے گا۔ ان ہی حالات کے پیش نظر حضور اکرم نبی برحق ﷺ نے پیشگی اطلاع دے دی اور فرمایا کہ افلاس انسان کے ایمان کو ختم کر دیتا ہے۔ غور کریں تو آج کے دور میں ادھار کی واپسی کی صورت میں زر میں اضافہ کا اصول پورے سامراجی معاشی نظام پر چھایا ہوا ہے۔

مراہجہ (منافع پر سودا بیچنا)

ہر وہ کاروباری لین دین جو منافع دینے کا ذریعہ بنے وہ مراہجہ کے ضمن میں آتا ہے۔ آج پوری دنیا میں اسلامی بینک اس کوشش میں مصروف ہیں کہ ربوا سے کسی طرح کئی کترا کر نکل جائیں اور ایک ایسا نظام وجود میں آجائے جس کو وہ بزعم خود مراہجہ کہتے ہیں۔ وہ یہ کرتے ہیں کہ بازار سے ایک چیز نقد خرید لیتے ہیں اور پھر بازار سے زیادہ قیمت مقرر کر کے اسے دوبارہ ادھار میں بیچ دیتے ہیں۔ انکی منطق یہ ہے کہ اس قیمت فروخت پر چونکہ دونوں پارٹیاں باہمی طور پر رضامند ہیں اور ایک معاہدہ ہو گیا ہے اس لئے یہ حلال ہے۔ فرض کریں کہ بینک ۵۰۰۰ روپیہ نقد میں ایک چیز خریدے اور اسی وقت اس کو بازار میں ۲۵۰۰۰ روپیہ میں بیچنا چاہے تو بازار میں کھلبلی مچ جائے جائے گی۔ کوئی سمجھ دار شخص پندرہ ہزار کی چیز کو پچیس ہزار میں نہیں خریدے گا۔ مگر جب کوئی اس سودے کو ادھار کے بدلے میں لے، تو اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگی کہ پیسے بعد میں ادا ہونگے، اس لئے وقت میں اضافہ کی وجہ سے پیسوں میں بھی اضافہ ہوا۔ اب اس صورت میں یہ ہوا کہ وقت گزرنے کے ساتھ پیسوں نے خود اپنے لئے پیسے پیدا کر لئے۔ اور یہ اضافہ حضور پاک ﷺ کے دور کے ربوا النسیہ سے الگ کوئی اور چیز نہیں ہوگی۔ دراصل فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رو سے یہ خالص ربوا ہے۔ وہ مسلمان جو اس غلط مراہجہ کے چکر میں گرفتار ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے باز آجانا چاہئے۔

۳۔ نیلام میں جھوٹی بولی

کسی نیلام میں مصنوعی طریقہ سے بولی لگا کر قیمت میں اضافہ کر دینے کو ربوا الغرر کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عوفیؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: ”بخش (یعنی وہ شخص جو ایجنٹ کے طور پر نیلامی کے دوران قیمت بڑھانے کے لئے بولی دے) ربوا میں گرفتار ہے۔“ (بخاری)

۴۔ دھوکہ دہی کرنا (ربو الغرر)

غرر کی بنیاد پر بازار کی قیمتوں پر تبدیلی پیدا کرنا تاکہ ناجائز منافع حاصل کیا جائے۔ حضرت عاص بن مالکؓ نے روایت کیا کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ: ”مسترسل (ایسا آدمی جس کو بازار کی قیمتوں سے واقفیت نہ ہو) اس کو دھوکہ دینا ربو ہے۔“ (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: ”حضور رسالت مآب ﷺ ایک مرتبہ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور جب آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو ہاتھوں میں نمی آگئی۔ انہوں نے غلہ کے مالک سے اس نمی کے بارے میں استفسار کیا کہ کیسے آگئی؟۔ مالک نے بتایا کہ بارش میں بھگنے کی وجہ سے۔ تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تو نے اندر والے غلہ کو اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ دیکھ لیتے کہ یہ گیلا ہے۔ وہ جو کاروبار میں دھوکہ دے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔“ (مسلم)

حضرت واثلہ بن الاصفیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ”اگر کوئی شخص کسی نقصان دار چیز کو اس کا نقص بتائے بغیر فروخت کرے تو وہ اللہ کی ناراضگی میں رہتا ہے،“ یا ”فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔“ (ابن ماجہ)

ہمارے قاری کو یہ اندازہ بھی ہوگا کہ آج کی دنیا میں اصلی پیسوں کے مقابلے میں نقلی پیسوں کو رواج دے دیا گیا ہے۔ اصلی کرنسی میں دراصل کرنسی کے اندر ہی اسکی قیمت پوشیدہ ہوتی ہے جیسے کہ سونے کا سکہ۔ کیا آپ کے علم میں ہے کہ دنیا کی کسی حکومت نے کبھی سونے کی قیمت میں کمی کی ہو۔ جب اصل کرنسی کو نقلی کاغذی کرنسی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے تو پھر خواہ امریکی ڈالر ہی کیوں نہ ہو وقت کے ساتھ اس کی قیمت میں کمی کر دی جاتی ہے۔ اس طرح غریب عوام کی دولت لوٹ لی جاتی ہے۔ یہ ربو ہے۔ قرآن پاک کی آیات ۱۸۳:۶۲، ۸۵:۱۱، اور ۸۵:۷ ملاحظہ ملاحظہ کریں۔

۵۔ ذخیرہ اندوزی

اگر اجناس یا دیگر مال کو اس خیال سے ذخیرہ کر لیا جائے کہ بازار میں ان اشیاء کی مصنوعی قلت ہو جائے۔ یوں آزاد تجارت کو اپنی خواہش کے مطابق موڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت معمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ”اگر کوئی مال ذخیرہ کر لے تاکہ قیمتوں میں اضافہ ہو جائے، تو وہ گناہ گار ہے۔“ (مسلم)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ جو مال بیچنے کے لئے بازار میں لائے اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جو اس کو چھپالے تاکہ قیمت چڑھ جائے وہ ملعون ہے۔“ (ابن ماجہ، دارمی)

حضرت ابن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اگر کوئی شخص غذائی اجناس کو چالیس دن کے لئے روک لے تاکہ قیمت زیادہ ہو جائے، اس نے اللہ سے قطع تعلق کر لیا اور اللہ نے اس سے دست برداری کر لی۔“ ذخیرہ اندوزی ایسے منافع کو جنم دیتی

ہے جو کہ ناجائز ہے اس لئے یہ بھی ربوہ ہے۔

۶۔ اجارہ داری

یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے بازار کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر قیمتیں اپنی مرضی سے مقرر کرنے کا کھلا اختیار مل جاتا ہے۔ اس طرح بازار کی قیمت میں اتار چڑھاؤ کا اختیار اجارہ دار کو ہوتا ہے اور بازار کی آزادانہ روش ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ عمل بھی ذخیرہ اندوزی کے زمرہ میں ہی آتا ہے۔ عوام کا پیسہ دھوکہ دہی کے ذریعہ سے چوس لیا جاتا ہے۔ اور یہ ربوہ ہے۔ اگر ہمارے ازلی دشمن شیطان مردود کا مقصد صرف ہم سے ہماری دولت کو چھین لینا ہوتا تو اور بات تھی۔ مگر اس کی چال تو اس سے بھی زیادہ گہری ہے۔ وہ تو اجارہ داری کے ذریعہ طاقت کا حصول چاہ رہا ہے۔ اور جب یہ طاقت اس کو مل جائے گی تو وہ اس کو اس طرح استعمال کرے گا کہ وہ نسل انسانی کو عملاً اپنا غلام بنا لے اور حضور نبی رحمتؐ کی امت مرحومہ کو ان ہی زنجیروں میں جکڑ لے۔

۷۔ قرض کی خرید و فروخت

یہ ایک ایسی خرید و فروخت ہے جس میں کسی قرض دار کے قرض کو ایک تیسری پارٹی خرید لیتی ہے اور پھر یہ قرض آگے کسی اور پارٹی کو بیچ دیا جاتا ہے۔ اس کے بدلے میں قرض دار کو واپسی کی مدت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے مگر رقم میں کچھ اضافہ کے ساتھ۔ اور یوں ادھار دینے اور خریدنے والی دونوں پارٹیاں اس اضافی رقم میں حصہ دار ہو جاتی ہیں جو وقت میں مہلت دینے سے حاصل ہوتی ہے۔

۸۔ سٹے بازی

یہ وہ کاروبار ہے جس میں کوئی شخص اناج، غلہ یا کوئی اور چیز خرید لیتا ہے اور اس کو اس امید پر کہ جلد ہی بازار میں اس کی قیمت میں اضافہ ہونے والا ہے۔ اور جب قیمت چڑھ جائے تو فروخت کر کے بے تحاشہ دولت کمالے۔ اسی طرح یوں بھی ہوتا ہے کہ جب قیمت گرنے کا اندازہ ہو تو اپنے پاس جو مال ہو اس کو جلدی فروخت کر دیا جائے اور قیمت گرتے ہی دوبارہ اسے کم قیمت پر خرید لیا جائے۔ ایسا منافع کمانا غلط ہے کیونکہ اس میں نہ تو کوئی کوشش کی گئی ہے اور نہ ہی کسی محنت کا شمول ہے، بلکہ یہ تو صریحاً جو ہے۔

وہ لوگ جو سٹے بازی کے بددیانت اور عیار بازی گر ہیں وہ اندر کی اطلاعات کے بل بوتے پر پھلتے پھولتے ہیں۔ ان کو اندرونی خفیہ معلومات مل جاتی ہیں کہ عنقریب بازار میں کیا ہونے والا ہے اور اس کے مطابق عمل کر کے ڈھیروں منافع کا انبار لگا لیتے ہیں۔ اور پھر اس میں ایسے ہی ہتھکنڈے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اور دھوکہ دہی کی یہ واردات بڑی آسانی سے سمجھ میں بھی آ جاتی ہے۔ سٹے بازی حرام ہے۔ یہ جوے کی نسبتاً ایک بہتر شکل ہے۔ سٹے بازی میں نہ تو کوئی محنت ہے اور نہ ہی پیداواری کوشش کی عملداری۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آج کے سرمایہ دارانہ معاشی نظام کا ساٹھ فیصد کاروبار صرف سٹے بازی کی بنیاد پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کی معیشت کا بڑا حصہ

زیادہ منافع کمانے کی کوشش میں صرف جوئے کے داؤ پر لگا ہوا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج مسلمان بھی اس جوئے کی لعنت میں مبتلا ہیں۔ مثلاً ملائیشیا کے نیاگارا بینک نے اسی جوئے کی لعنت میں گرفتار ہو کر پانچ ارب امریکی ڈالر کا نقصان اٹھایا۔

اندرونی واقفیت خفیہ معلومات کے اوپر مبنی سٹے بازی خالصتاً ربا ہے

جب تجارت اور صنعت ایسی بنیادوں پر قائم ہوں جہاں سٹے بازوں اور سودی کاروبار کرنے والے ماہرین اندرونی خفیہ معلومات کے بل بوتے پر زمین اور فیکٹریوں میں خون پسینے کی محنت سے تیار شدہ مال کو اپنے شیطانی عیاری اور خباثت کے ذریعہ سٹے بازی میں الجھا لیں تو وہ دولت جو نسلوں کی محنت سے حاصل ہوئی تھی ایک ہی دن میں انکے ہاتھوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

۹۔ حق اختیاری

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سٹے ناکام ہو جائے۔ قیمت کے بڑھنے کا امکان تھا مگر ایسا ہوا نہیں۔ سٹے باز ایسا کبھی نہیں چاہے گا کہ ایسی کوئی صورت پیدا ہو جس میں اس کا پیسہ پھنس جائے۔ ایسی مشکل میں گرفتار ہونے سے بچاؤ کے لئے ایک نئی صورت نکال لی گئی۔ اس میں سٹے باز جو ناج یا غلہ یا اور کوئی چیز لینا چاہتا ہے تو اس کے مالک سے یہ حق حاصل کر لیتا ہے کہ سودا تو کر لیتا ہے مگر پوری ادائیگی کرنے کی بجائے کچھ بیعانہ دے دیا جاتا ہے اور یہ حق لے لیتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد مال اٹھائے گا اور پوری قیمت ادا کر دے گا۔ اب اگر بازار کے بھاؤ اس کی مرضی کے مطابق ہوئے تو سودا پورا کر لے گا اور فوری فروخت کر کے منافع کما لے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو اور نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ اپنا حق اختیاری استعمال کرتے ہوئے سودا ختم کر دے گا اور نہ مال اٹھائے گا اور نہ مزید ادائیگی کرے گا۔ ایسی صورت میں اس کو صرف اس معمولی رقم کا نقصان ہوگا جو اس نے بیعانہ ادا کرتے ہوئے دیا تھا۔

ایک آزاد اور منصفانہ تجارت میں قیمت میں اتار چڑھاؤ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ اللہ رب کریم اس اتار چڑھاؤ کے ذریعہ معاشرہ میں دولت کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں گردش دیتا رہتا ہے۔ اوپر تذکرہ کئے ہوئے اختیار کو حاصل کر کے انسان اللہ رب العزت کی مرضی کے خلاف چلتا ہے اس لئے یہ حرام ہے۔

۱۰۔ رشوت اور بدعنوانی

ربو بعض اوقات رشوت کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے جو اس غرض سے دی جاتی ہے کہ کسی شخص یا ادارہ کی ہمدردیاں خریدی جاسکیں۔ ایک بہت بڑے انعام کی مثال لے لیں (جیسے پچاس ہزار امریکی ڈالر کا انعام) جو تیل کی دولت سے مالا مال ایک اسلامی ملک، جو امریکہ نواز بھی ہو، ایک بہت بڑے اسلامی عالم کو دینے کا اعلان کرے۔ اگر وہ مسلم اسکا لرا اس انعام کو قبول کر لے تو پھر وہ تو اس ملک کے زیر اثر آ گیا اور اس کا غلام ہو گیا۔ اب اس ملک میں اس ملک کے لوگوں کو حکومتی ظلم و استبداد سے نجات دینے والی کوئی اجتماعی کوشش

اور عوامی تحریک اٹھے گی یا عوام کو اسلامی شریعت پر ڈھالنے کا کوئی کام ہوگا تو وہ اسکا لرحکومت کے خلاف ایسی کسی کوشش میں نہ حصہ لے گا اور نہ ہی کوئی بیان دے گا۔ اور یہ طرز عمل ہی تو دشمن کی فتح ہے جس کا اظہار وہ ان الفاظ میں بر ملا کرتا ہے۔

”ہماری کامیابی اس لئے بھی آسان ہوگئی کہ ہم جن لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانا چاہتے تھے، ہم ان کے سب سے حساس تار کو چھیڑتے رہے۔ یعنی لالچ، مال و زر کی ہوس، ضرورت اور آسائشوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ وغیرہ۔ اور پھر صرف یہ ہی چند چیزیں ان کے دماغ کو مفلوج کر کے ان کے جذبہ اور عمل کو اس شخص کے حوالہ کر دیتی ہیں جس نے ان کو خریدا ہے۔“

یہ الفاظ تھیوڈر ہرزل (Theodor Herzl) نے جو **یہودیت صیہونیت** کا بانی ہے اپنی کتاب The Jewish State میں یہودیوں کے طرز عمل کے بارے میں لکھے ہیں۔

”جب ہم ڈوبتے ہیں تو ہم عام انقلابی عوام بن جاتے ہیں اور وقت کی انقلابی پارٹی کا ایک سرگرم رکن بن جاتے ہیں۔ اور جب ہم اقتدار حاصل کرتے ہیں تو ہمارے ساتھ ہماری دولت کی عظیم طاقت بھی اقتدار میں آتی ہے۔“ (بحوالہ Jewish Conspiracy and the Muslim World از مصباح الاسلام فاروقی۔ مطبوعہ مصنف، کراچی ۱۹۶۷)

ربو کی سب سے خطرناک شکل کیا ہے؟

چونکہ اللہ رب العزت نے اپنے قرآن مجید میں ربو کی صرف ایک ہی قسم کا بیان کیا اس لئے لازم ہے کہ وہی قسم اپنے اندر ایسی حشر سامانیاں لئے ہوئے ہوگی جو بنی نوع انسان کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی ہوگی۔ اور ربو کی وہ قسم ہے سود پر ادھار دینا۔ اور حقیقتاً ربو کی یہی قسم ہے جس نے آج انسانیت کو اپنے زہریلے ترین پنچوں میں بڑی مضبوطی سے جکڑ رکھا ہے۔ اور شائد اس کی تباہ کاریاں اس لئے بھی انتہائی شدید اس لئے ہیں کہ انسان نے خود اس کو قانونی حیثیت دے رکھی ہے۔

ربو اور آزاد تجارتی منڈی

ربو کی تعریف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ربو ان تمام معاملات میں موجود ہے جو آزاد تجارتی منڈی اور اس کے اصولوں سے ہٹ کر چلے، یا ان کی خلاف ورزی کرے، یا ان میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ آزادانہ تجارتی بنیادوں سے ہٹ کر جو لین دین ہوگا لازماً ایک ایسے راستہ کی طرف لے جائے گا جو تجارت اور کاروباری معاملات کو تباہ کر کے رکھ دے گا۔ اور ربو کا یہ کاروبار معاشی بد حالی، استحصال اور ظالمانہ استبداد کا راستہ ہموار کرے گا جو غربت، بھوک اور افلاس سے ہوتا ہوا غلامی کی دہلیز تک پہنچا دے گا۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام نے یہ تو بتا دیا کہ روسی اشتراکی نظام کی تجارت اس لئے ناکام ہوگئی کہ اس نظام میں تجارت آزاد بنیادوں پر استوار نہیں تھی۔ مگر انہیں یہ نظر نہیں آ رہا کہ آج کا سرمایہ دارانہ نظام بذات خود آزاد تجارتی ماحول پیدا کرنے اور اسے

چلانے میں مانع ہے۔ بلکہ اس سرمایہ دارانہ نظام نے چوروں اور لٹیروں کے لئے ایک محفوظ اڈہ مہیا کر دیا ہے جہاں سے بیٹھ کر وہ ایک ایسی قابل نفرت قانونی چوری میں مشغول ہیں جس کا تعارف **شیکسپیر** نے اپنے ڈرامے میں شائیلاک یہودی ساہوکار کے کردار کے ذریعہ سے کرایا ہے۔ (The Merchant of Venice) **ملاحظہ** ملاحظہ کریں۔

ہم نے اپنے اس مضمون میں آج کے ربو کی بنیاد پر چلنے والے معاشی نظام کے لئے بہت ہی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مگر ہم عنقریب **دیکھ لیں** دیکھیں گے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ نے اس سے بھی زیادہ سخت زبان استعمال کی ہے۔ اور ہم نے تو دراصل صرف وہ زبان استعمال کی ہے جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے استعمال کی تھی۔ ”اور یسوع مسیح نے خدا کے ہیکل میں داخل ہو کر ان سب کو نکال دیا جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے اور صرافوں کے تختے اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں الٹ دیں اور ان سے کہا، ”لکھا ہے کہ میرا گھر دعا کا گھر کہلائے گا مگر تم اسے ڈاکٹوں کی کھوہ بناتے ہو۔“ (متی کی انجیل باب #۲۱ آیت #۱۲ اور ۱۳)۔

ایک آزاد اور منصفانہ تجارتی منڈی کے قیام کے لئے مندرجہ ذیل امور انتہائی اہم ہیں:

- منڈی میں رسائی کی آزادی
- منڈی میں مقابلہ کی آزادی
- منڈی کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ خود قیمت مقرر کرے اور پہلے سے قیمت مقرر کرنے کا رواج نہ ہو
- لین دین کے لئے کسی خاص کرنسی یا کاغذی نوٹوں کے استعمال کی پابندی نہ ہو
- بازار میں کسی بھی چیز کو تیار کر کے منڈی میں فروخت کرنے کی آزادی حاصل ہو
- بازار میں ہر چیز کو فروخت کرنے کی آزادی ہو
- بازار میں کسی بھی چیز کو خریدنے کی آزادی حاصل ہو (البتہ مسلمانوں کے زیر انتظام منڈیوں میں حرام چیزوں کی تجارت اور خرید و فروخت پر پابندی ہوگی)
- اپنا سامان تجارت بازار کی موجودہ قیمتوں کے مقابلہ میں سستا یا مہنگا بیچنے کی آزادی ہو
- بازار میں دھوکہ دہی اور فراڈ کی روک تھام کا انتظام ہو
- بازار کو چھوڑ کر اور اس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف (مثلاً سود پر خرید و فروخت) کرنے کی پابندی
- چوری اور فریب کی تجارت پر پابندی

اس حقیقت کا اندازہ کرنے کے لئے کہ آج کی دنیا میں آزادانہ اور منصفانہ تجارتی منڈی کا کہیں کوئی وجود نہیں۔ GATT یعنی General Agreement of on Trade and Tariff کے معاہدہ کا جائزہ لیا جائے جو دنیا کی تجارت چلانے کا ایک

بین الاقوامی معاہدہ ہے وہ کاغذی کرنسی نوٹ کے بین الاقوامی نظام اور سودی بینکاری کی بنیادوں پر رائج ہے۔ ایک آزادانہ اور منصفانہ تجارتی منڈی کا قیام اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک کہ ربوا کی ہر شکل سے مکمل طور پر تحفظ اور ان پر پابندی کا قانون نہ ہو۔ ان قوانین کی سختی کے ساتھ بلا امتیاز روارکھی جائے اور انحراف کی صورت میں سخت سزا کا خوف ہی غلط کام کو روک سکتا ہے اور ایسا نظام اور تحفظ صرف اور صرف اسلام کے پاس ہی ہے۔

ربوا کے حکم امتناعی کی اہمیت کے بارے میں اگر بالکل سطحی علم بھی ہو تو یہ بات بہت واضح طور سے سامنے آتی ہے کہ: ”اسلام میں ربوا کی ممانعت کے ذریعہ ایک آزاد اور منصفانہ تجارتی ماحول کو نہ صرف یہ کہ پیدا کیا جائے بلکہ اس کو پھلنے پھولنے کا موقعہ بھی فراہم کیا جائے۔“ اور اسی تناظر میں آج کی دنیا کو اسلام کے احکامات سزا کو بھی دیکھنا چاہئے۔ چوری کی سخت ترین سزا اور اس پر انتہائی سختی سے عملداری ہی اس قبیح حرکت سے روکنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ام المومنین حضرت **بی بی عائشہ صدیقہ** سے مروی ہے کہ جب ایک چور حضور علی صاحب الصلوٰۃ والسلام کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اسے ہاتھ کاٹنے کی سزا دلوائی۔ جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں امید نہیں تھی کہ آپ اس کو اتنی سخت سزا دیں گے۔ حضور نبی برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ ؓ اس کی جگہ ہوتی تو بھی میں یہی سزا دیتا۔ اسلام میں چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دینے کا عمل اس قدر سخت سزا ہے کہ چوری کو روکنے کی اس سے بہتر سزا ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اگر یہ سزا عام ہو جائے تو نیویارک کے وال سٹریٹ کے بہت سے لوگوں کے ہاتھ تو کٹ جائیں گے مگر جو چوری وہاں ہو رہی ہے وہ ضرور رک جائے گی۔ (یاد رہے کہ شیخ عمران حسین اُس وقت نیویارک میں رہائش پذیر تھے۔ مترجم)

مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مغربی سرمایہ دارانہ معاشرہ جس شدت سے اسلامی نظام کے خلاف بول رہا ہے اور اس کی دھجیاں بکھیرنے کی کوشش کر رہا ہے اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اندر ایک خوف پرورش پارہا ہے کہ اگر اسلام کا نظام عدل ان کے ربوا کے اصولوں کے اوپر پروان چڑھائے ہوئے معاشی نظام کو ملیا میٹ کر دے گا اور چوروں اور لٹیروں کا یہ نظام جس وقت زمین بوس ہوگا تو اس کے لئے کچھ بڑے کے ڈھیر کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہوگی۔

ہمارے اس کتابچے کے بعد آنے والا میرا کام انشاء اللہ ربوا کی بہت سی اقسام پر سے پردہ اٹھائے گا جو کہ آزادانہ تجارت کے قیام میں شدید رکاوٹ ہیں۔ ربوا کو بہر صورت کاروبار اور تجارت کے لئے لعنت کے طور پر پہچان لیا جائے گا جس نے ایک منظم طریقہ سے تجارت کے تمام منفعات اور فائدوں کو مکمل طور سے تباہ و برباد کر رکھا ہے۔ ربوا کے اندر چھپے ہوئے نقصانات اور نا انصافیاں بہت زیادہ اور انتہائی خطرناک ہیں۔ یہ معاشرتی یگانگی اور بھائی چارہ کو تیرہ و تار کر کے آپس کی نفرتوں کو بڑھا کر افراتفری اور تشدد کی راہ ہموار کرتا ہے۔ اور اسی لئے قرآن مجید فرقان حمید نے ان تمام چیزوں کو فتنہ قرار دیا ہے۔

قرض کی ادائیگی کے وقت کچھ فالتو رقم کی ادائیگی

قرض دار جب قرض کی واپسی کر رہا ہو تو اصل رقم کی ادائیگی سے اوپر کچھ اور رقم ادا کر سکتا ہے۔ اور یہ فالتو رقم جو دی جائے گی وہ

رضا کارانہ طور پر دی جائے نہ اس کا کوئی مطالبہ ہو اور نہ اس کو ادھار سے ملانے کا شروع سے ہی کوئی معاہدہ ہو اور نہ تذکرہ۔ ایسی صورت میں یہ فالتو رقم ربا میں شامل نہیں ہوگی۔ اس اضافی ادائیگی کا ثبوت ہمیں حضور علیہ السلام کی حدیث سے بھی ملتا ہے۔ حضرت جابرؓ نے روایت کیا کہ: ”میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے ایسا ہی کیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے وہ رقم لوٹائی جو آپ نے قرض لی تھی اور اس پر کچھ اضافہ بھی کیا۔“ (بخاری) معلوم ہوا کہ اصل رقم سے زیادہ کی ادائیگی کو ربا سے اسی وقت مماثلت ہوگی جب یہ اضافی رقم ادھار دینے کے وقت معاہدہ میں شامل ہو جائے۔

کیا مروجہ سود ربوا ہے؟

سود کس حد کے بعد ربوا ہو جاتا ہے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ بقرہ آیت ۲۷۸ میں ان لوگوں کو جنہوں نے سود پر رقم دے رکھی تھی خطاب کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ اس سے دست بردار ہو جائیں۔ ایسے لوگ جو اس حکم کو مانیں اور اپنے گزشتہ عمل پر شرمندہ ہوں اور معافی مانگیں تو اللہ نے اعلان کیا کہ انہیں صرف اس رقم کو قبول کرنے کا حق ہے جو اصل زر میں سے باقی رہ گئی ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسا کچھ نہیں کہا کہ اصل زر کے ساتھ کسی قسم کا معاوضہ بھی ملے گا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سود تھوڑا ہو یا زیادہ (ایک فیصد ہو یا پچیس فیصد) ہر حال میں یہ اضافہ ربوا ہوگا اور یہ منع ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ شراب کی، کہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ، اسلام میں یہ ممنوع ہے۔ اس میں کمی زیادتی کی کوئی شرط نہیں اور یہ کلیتاً حرام ہے۔

آج کے دور کے مسلمان ان نام نہاد علماء کی وجہ سے ایک ٹمسمے میں گرفتار ہیں جنہیں اس بات کا ادراک نہیں ہے کہ جدید بینک میں رائج منافع ربوا ہے۔ حالانکہ جن لوگوں نے حضور اکرم کی بتائی ہوئی تفصیل کا مطالعہ کیا ہے ان کے لئے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ربوا کی کیا تعریف ہے۔ ان علماء کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو قرآن کا ٹیچر اور ہادی بنا کر بھیجا ہے۔ انہیں ان علماء کو یا SAMA (Saudi Arabian Monetary Agency) کو نہیں۔ SAMA کا ادارہ اپنی سعودی حکومت کا پٹرول سے کمایا ہوا زر مبادلہ مغربی بنکوں میں رکھتا ہے جو سب کے سب اسلام کے دشمن ہیں اور یہودی بینکر ہیں۔

عبداللہ یوسف علی جو اپنی خوبصورت انگریزی میں قرآن مجید فرقان حمید کے ترجمہ اور تشریح کے لئے بہت مشہور ہیں، برسر عام اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ قدیم و جدید علماء کی ربوا کی تعریف سے اتفاق نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ: ”میں تو ربوا کی جو تعریف قبول کروں گا وہ یہ ہوگی کہ ایسا ناجائز منافع جو جائز اور حلال چیزوں کی تجارت، سونے اور چاندی کے اوپر ادھار، کھانے پینے کی اشیا جیسے گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ (اور وہ چیزیں جن کی تفصیل خود حضور پاک ﷺ نے عطا کی ہے) کی تجارت سے نہ ہو۔ میں اس کی تعریف اس طرح کروں گا جس میں تمام ناجائز منافع اندوزی شامل ہو، مگر اس میں آج کے دور کے بینک کے تخلیق کردہ معاشی ادھار یعنی Economic Credit کو شامل نہیں کروں گا۔“ (دیکھئے استفسار، نوٹ # ۳)

عبداللہ یوسف علی (اللہ ان پر رحم کرے) یقیناً زبردست غلطی پر ہیں۔ قرآن پاک نے ربوا کی ایک شکل کو ناجائز منافع کی شکل میں واضح کیا ہے مگر ربوا کو نہ تو قرآن نے اور نہ ہی شارح اعظم ﷺ نے غیر معمولی اضافہ کے طور پر بیان فرمایا۔ دراصل ربوا ان تمام مادی فائدوں پر محیط ہے جو ادھار دئے ہوئے اصل زر سے اوپر ہو اور ادھار دینے والا مقروض سے بہ وجہ قرض کے حاصل کرے۔ بینک

کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے قرض نہیں دیتے اور نہ ہی منافع اور interest سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پیسوں کی قدر و قیمت میں جو کمی واقع ہوتی ہے اس سے ہونے والے نقصان کا ازالہ کریں۔ بلکہ بینک خالصتاً اپنے منافع کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اور پھر منافع بھی کیسا عظیم الشان منافع! اسی لئے یہ معاشی ادھار، آج کے دور کے بینک کی تخلیق، یقیناً سود ہے۔ اس سے قطع نظر کہ شرح سود کیا ہے یا یہ کہ یہ سود کی کون سی قسم ہے۔ رسول پاک ﷺ کی یہ حدیث مبارک جس میں حضرت انس بن مالکؓ نے حضور نبی اقدس ﷺ سے سن کر فرمایا کہ: ”اگر تم نے کسی کو قرض دیا اور پھر وہ تمہیں کھانے کی دعوت دے تو تم قبول مت کرو کیونکہ یہ ربوا ہے۔ ہاں اگر وہ ادھار دینے سے قبل بھی تمہیں بلاتا رہا ہو تو پھر کھاؤ۔“ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ: ”اگر تم کسی کو قرض دو اور پھر وہ تمہیں اپنی سواری پر سوار ہونے کی دعوت دے تو مت قبول کرو کیونکہ یہ ربوا ہے الا یہ کہ وہ اس سے قبل بھی تمہیں بٹھاتا رہا ہو۔“ (بیہقی)

حضرت انس بن مالکؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی کسی کو ادھار دے تو پھر اس سے کوئی تحفہ قبول نہ کرے۔“ یعنی جب تک کہ رقم واپس ادا نہ ہو جائے۔ بعد میں وہ تحفہ قبول کر سکتا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ: ”میں مدینہ منورہ آیا اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ملا (جو اسلام لانے سے پہلے ایک یہودی عالم تھے) انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ایک ایسے ملک میں رہتے ہو جہاں ربوا بہت زیادہ ہے۔ اگر تم کسی کو قرض دو اور پھر وہ تمہیں تحفہ میں چارہ دے یا غلہ دے یا رسی ہی دے تو اس کو قبول نہ کرو کیونکہ یہ ربوا ہے۔“ (بخاری)

حضرت فضالہ بن عبیدؓ نے فرمایا کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ادھار کی وجہ سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا ربوا کی مختلف قسموں میں سے ایک قسم ہے۔“ (بیہقی)

حضرت ابو عمامہؓ نے روایت کیا کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی اپنے بھائی کی سفارش کرے اور پھر اس سے کوئی تحفہ قبول کرے تو وہ ربوا کے بڑے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔“ (ابوداؤد، مسند احمد)

اور پھر حالات میں مزید خرابی اس بیان سے واقع ہوئی جب جامعۃ الاظہر، قاہرہ، کے ریکٹر جناب شیخ محمد عبدوہ نے انیسویں صدی کے اواخر میں یورپ کا دورہ کیا اور یہ بیان دیا کہ انہیں یورپ میں اسلام ملا مگر مسلمان نہیں ملا جب کہ مصر میں مسلمان تو بہت ملے مگر اسلام نہیں ملا۔ لگتا یوں ہے کہ انہیں جدید یورپ کی سیکولر قومی اور مادی معاشرت کی بنیادوں میں رکھی ہوئی سطحی سچائی (اسلام) نے دھوکہ میں ڈال دیا۔ انہیں شاید اس کا اندازہ ہی نہیں ہوا کہ یورپ کے معاشی نظام کو انقلابِ فرانس کے بعد بڑی بے دردی سے تبدیل کر کے ایسے رخ پر موڑ دیا گیا ہے جو سچائی سے کوسوں دور ہے۔ کیتھولک چرچ نے پانچ سو سال یورپ میں ربا کے خلاف جدوجہد کی تھی اور آخر کار لادینیت کے ہاتھوں وہ جنگ ہار گئی اور ربوا یورپ کے سرمایہ دارانہ نظام کا بنیاد بن گیا۔ (دیکھئے استفسار، نوٹ # ۴) محمد عبدوہ کو وہ استحصال نظر نہیں آیا جو interest یا ربوا میں تھا اور جو یورپی بینکنگ کے نظام کی بنیادوں میں تھا۔ چونکہ ان کو یہ نظر نہیں آیا تو انہوں نے سمجھا کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے اور یہ ان کی عظیم غلطی تھی۔ وہ وہاں سے مصر واپس آئے اور پھر اپنا مشہور (بدنام زمانہ) فتویٰ دیا جس میں

انہوں نے مصری پوسٹ آفس کے سیونگ اکاؤنٹ پر ملنے والے منافع کی حمایت کی اور کہا کہ یہ منافع ربوا نہیں ہے۔

اور پھر مصر کے علماء یکے بعد دیگرے نسل در نسل یہی غلطی دہراتے چلے گئے کیونکہ ان کے اندر وہ دور رس نگاہیں نہیں تھیں جو ربوا میں موجود لوٹ کھسوٹ اور غارت گری کو دیکھ سکتیں۔ شیخ طنطاوی جو کہ حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم اور آج شیخ جامعۃ لائبرہیں بشمول شیخ الغزالی کے جنہوں نے حال ہی میں نیویارک کا دورہ کیا اور لگتا ہے کہ ان کی نظروں نے بھی ایسا ہی دھوکہ کھایا، ان دونوں نے اس پر بحث کی اور کہا کہ بینک کا منافع ربوا نہیں ہے۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ مصر میں علماء کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو کہ کھلے عام اور ڈنکے کی چوٹ پر اس کی تردید کرتے ہیں اور بینک کے منافع کو ربوا قرار دیتے ہیں۔ ان ہی علماء میں سے ایک معصوم اور نابینا شیخ عمر عبدالرحمن بھی ہیں جنہیں اس اختلاف کی پاداش میں امریکہ کے ایک جیل میں عمر قید کی سزا بھگتنی پڑ رہی ہے۔

محمد عبدوہ اپنے وقت کے بہت بڑے نیشنلسٹ رہنما جمال الدین افغانی سے متاثر تھے اور انہوں نے اپنے پیروشیخ رشید رضا کو متاثر کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے بڑی معصومیت سے اور نادانی سے مصر میں ربوا کے کاروبار کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جب سے لے کر آج تک مصری مستقلاً اس غلطی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں جس کے زہر نے مصر کی معیشت کو سب سے پہلے معذور کیا اور پھر مکمل طور سے تباہ کر دیا۔ حالات کو مزید بگاڑنے کے لئے عالم اسلام کے بقیہ ممالک نے مصر کی اندھا دھند تقلید کی اور ان کی پیروی کرتے ہوئے ربوا کے نظام کو اپنایا۔

ہم ربوا سے حاصل ہونے والی رقم کا کیا کریں؟

بہت سے مسلم علماء نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دینا مناسب سمجھا ہے کہ اپنی ربوا سے حاصل ہونے والی رقم غیر مسلموں کے ہاتھوں میں نہ دیں۔ ان کا مشورہ ہے کہ یہ رقم لے لی جائے اور غریبوں میں بانٹ دی جائے۔ وہ علماء ایک ایسی اصطلاح کا استعمال کر رہے ہیں جو مشتبہ ہے۔ شریعت غیر مسلم ممالک کا تذکرہ نہیں کرتی ہے بلکہ دارالاسلام (یعنی وہ علاقے جن پر مسلمانوں کا تسلط ہے اور وہاں اللہ کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہے ہوں) اور دارالحرب (یعنی وہ علاقہ جو مسلمانوں کے خلاف ہیں اور ان سے جارحیت کے مرتکب ہوں) کا تذکرہ کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے ان ممالک کو جو دارالاسلام کے ساتھ ایک معاہدہ میں بندھے ہوئے ہوں انہیں دارالاحد کہا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ علماء اس اصطلاح کو استعمال کرتے اور غیر مسلم ممالک کا لفظ نہ استعمال کرتے کیونکہ آج کل کے دور کے قوم پرستی کے ملکی نظام نے دارالاسلام کی جگہ لے لی ہے۔ اگر غیر مسلم ممالک کو دارالحرب قرار دیا جائے تو یہ ممکن ہوگا کہ لوگ یہ کہہ سکیں کہ اس ملک میں ربوا کا نظام نہیں ہے۔ مگر آج تک کسی نے بھی ریاستہائے متحدہ امریکہ کو دارالحرب نہیں کہا۔ (دیکھئے استفسار، نوٹ #۵)۔ ربوا کی رقم وصول کر کے غربا میں تقسیم کر دینے میں یہ مسئلہ ہے کہ جو چیز ہمارے لئے حرام ہے وہ ہمارے بھائی کے لئے بھی تو حرام ہے۔ تو پھر ایسی صورت میں مسلمان کیا کرے؟ چونکہ اسلام کے دشمن مستقل ہمارے اور بنی نوع انسان کے خلاف جارحیت کے مرتکب ہو رہے ہیں اس لئے شائد یہ بہتر ہو کہ ہم ربوا کی رقم ربوا کے خلاف استعمال کریں۔ مثال کے طور پر ربوا کی رقم استعمال کر کے ہم لوگ اس کتابچے کے جیسی

کوئی کتاب جو ربوا کی مخالفت میں ہو چھاپیں اور لوگوں میں مفت تقسیم کر دیں اور اس کے خلاف جنگ جاری رکھیں۔ واللہ عالم۔ یہ میری ذاتی رائے ہے اور میں غلطی پر بھی ہو سکتا ہوں۔

ربوا اور نظریہ ضرورت

ڈاکٹر جمال بدوی، جو اسلام کے ایک مشہور عالم ہیں، اس بات کے شدید مخالف ہیں کہ امریکہ میں رہنے والے لوگ نظریہ ضرورت کے تحت گھر وغیرہ بنانے کے لئے سود پر رقم لے سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک ضرورت کا نظریہ یہاں (یعنی امریکہ میں) لاگو نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ صرف ان چند معاملات میں استعمال ہو سکتا ہے جو فی الوقت امریکہ میں موجود نہیں۔ یعنی ایک ایسی فیملی جو دس افراد پر مشتمل ہو اور ان کی اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ مکان خرید سکیں یا کرایہ پر لے سکیں اور نہ ہی کوئی ایسا ہو جو ان کی اس سلسلہ میں مدد کر سکے اور سرچھپانے کی جگہ دے سکے تو ایسی فیملی یا گھرانہ اپنی بد حالی کی بدولت سڑک پر آ کر بیٹھنے کی بجائے انہیں قانونی طور پر یہ اجازت ہونی چاہئے کہ وہ نظریہ ضرورت کے مطابق ایسی رقم لے کر اپنی ضرورت پوری کر سکیں۔ اور اگر اس بنیاد پر نظریہ ضرورت کو استعمال کیا جائے تو یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ربوا میں شمولیت کم سے کم وقت کے لئے ہو۔

باب دوم

ربو کی ممانعت کتنی اہم ہے؟

جب اللہ خالق کائنات نے ہمارے جدِ اعلیٰ اور ان کی اہلیہ (اللہ ان لوگوں پر اپنی رحمتیں نازل کریں) کو جنت سے زمین پر اتارا تو انہوں نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی طرف سے ہدایت نازل کرتے رہیں گے اور جو لوگ ان ہدایات پر عمل پیرا ہونگے انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا (جب وہ ان کے پاس واپس جائیں گے) اور نہ انہیں **حزن** (قیامت کے دن) کسی قسم کا عذاب ہوگا۔

(سورۃ البقرۃ، آیت # ۳۸)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ جو کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، لگاتار اپنے وعدے کی پابندی کی ہے۔ پچھلے ہزاروں برسوں کے دوران مستقلاً ایک ہی سچائی کا نزول ہوتا رہا۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی اور آخر کار وہ وقت آیا کہ اللہ جل شانہ نے اپنی ہمیشہ باقی رہنے والی آخری کتاب ہدایت قرآن مجید فرقان جمید کی شکل میں سیدنا و نبینا رسالت مآب خاتم المرتبہ رحمۃ اللعالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوپر نازل فرمایا۔ قرآن نہ صرف اس لئے نازل ہوا کہ ماضی میں نازل ہونے والے تمام احکامات کی تصدیق کرے بلکہ آخری مرتبہ ان ہی ہدایات کا اعادہ کرے اور ایک مرتبہ پھر اسی سچائی کو انتہائی واضح روشن اور مدلل طریقہ سے انسانیت کے سامنے رکھے۔ نزول قرآنی کا آغاز پڑھنے کے اس حکم کے ساتھ ہوا کہ جو پہلے نازل ہوا اس کو بھی پڑھو بلکہ اس کو بھی ہمیشہ ہمیشہ پڑھتے جاؤ جو اب نازل ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس ہدایت کو انتہائی احتیاط اور ممکن ترین توجہ سے نہیں پڑھا وہ یقیناً اپنی اس کوتاہی کی پاداش میں بہت بڑی سزا کے مستحق ہونگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ ہدایات تیس سال کی مدت میں نازل ہوئیں یہاں تک کہ وہ وقت آگیا کہ وہ آیت مبارک نازل ہوئی جس نے یہ اعلان کر دیا کہ تیس برسوں قبل جس ہدایت کے نزول کا آغاز ہوا تھا اختتام پذیر ہوا۔ یہ حضور علیہ السلام کا حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہم السلام کے بنائے ہوئے خدا کے گھر کعبہ کے آخری حج کے موقع پر ہوا۔ اسی دن حضور خطبہ حج الوداع دے چکے تھے جس میں دوسری چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ نے ربو سے ہمیشہ کی طرح بچنے کی پر زور ہدایت کی اور یوں ربو کی حرمت پر مہر لگا دی۔ اسی دن اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی جس نے دین حنیف کی تکمیل کا اعلان فرمایا۔ ”۔۔۔ آج کافر لوگ تمہارے دین (کے مغلوب ہونے) سے ناامید ہو گئے ہیں، لہذا ان سے مت ڈرو، اور میرا ڈر دل میں رکھو۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لئے) پسند کر لیا۔۔۔۔“ (سورۃ المائدہ، آیت # ۳)۔ اس نزول کے ساتھ مؤمنین نے یہ سمجھا کہ وحی کا اختتام ہو گیا۔۔۔ مگر ایسا ہوا نہیں۔ اس کے چند ماہ کے بعد حضور نبی کریم صادق و امین کے وصال سے کچھ ہی قبل اللہ جل شانہ نے وحی کا اختتام

فرمایا۔ جس کے ساتھ ہی نہ صرف نزول قرآنی کا سلسلہ ختم ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر ﷺ تک ہزاروں برسوں پر پھیلا ہوا ہدایت اور رشد کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اللہ پاک کی آخری آیت کے نزول کا لمحہ یقیناً بہت ہی خصوصی ہے اور اس آخری ہدایت کا جو موضوع اللہ نے چنا ہے وہ بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تو پھر وہ آخری ہدایت کیا تھی کیا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل فرمائی؟

آخری وحی

بنی نوع انسان کو اپنی سب سے آخری ہدایت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ موضوع چنا جو پہلے بھی نازل ہو چکا تھا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن بلکہ تورات اور انجیل میں بھی اجاگر کیا۔ اور وہ موضوع کیا تھا؟ وہ موضوع تھارہوا کی ممانعت کا۔

آخر اس کا ثبوت کیا ہے کہ ربوا کی ممانعت قرآن کریم کی آخری ہدایت ہے جو حضور پاک ﷺ پر نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عمر ابن الخطابؓ کی روایت کی ہوئی احادیث سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوپر وصال سے کچھ ہی قبل جو آیت نازل ہوئی وہ سورۃ بقرۃ کی آیات نمبر ۲۷۸ سے لے کر ۲۸۱ تک ہیں جو ربوا کے موضوع کے اوپر ہیں۔ آیات ۲۷۴ سے ۲۷۷ تک بھی ربوا کے اوپر ہی ہیں جو پہلے نازل ہو چکی ہوگی۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے روایت کیا کہ ربوا کے اوپر نازل ہونے والی آیت وحی کی آخری آیت تھی اور اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اس کی تفصیل بتائے بغیر ہم سے واپس بلا لئے گئے اس لئے نہ صرف یہ کہ ربوا کو چھوڑ دو بلکہ ریہہ کو بھی (یعنی وہ چیزیں جو یہ شک پیدا کریں کہ یہ چیز مباح ہے کہ نہیں)۔ (ابن ماجہ، دارمی)

حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا کہ: ”حضور رسالت مآب کے اوپر جو آخری آیت نازل ہوئی وہ یہ تھی، ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر واقعی تم مومن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو، (سورۃ البقرۃ، آیت #۲۷۸)۔“

(بخاری)

وہ لوگ جو اس بات کے مدعی ہیں کہ قرآن پاک کی آیات وہ ہیں جس میں دین حنیف کو مکمل کرنے کا اشارہ سورۃ المائدہ آیت #۴ ہے، انہیں ایک لمحہ کے لئے یہ تفکر کرنا چاہئے کہ ان کے اس خیال کی مطابقت میں ایک حدیث بھی موجود نہیں۔ شائد ان کا یہ اشتباہ اس آیت مبارک کے معانی و مطالب کی وجہ سے ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ تکمیل، اتمام کے مساوی ہے۔ دراصل ایسا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ربوا کی ممانعت کی سورۃ بقرۃ یہ آیات ۲۷۸ سے ۲۸۱ تک بہت شدت سے متقاضی ہیں کہ ان پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ قرآن کی آخری وحی نے مذہب اور دین میں کسی نئے حکم کا اضافہ نہیں کیا بلکہ اس وحی نے صرف اس بات کی تائید کی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں حجۃ الوداع کے خطبہ میں کیا تھا اور شدت سے ربوا سے بچنے کی تلقین کی تھی۔ سورۃ البقرہ کی ان آخری آیات کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

”جو لوگ اپنے مال دن رات خاموشی سے بھی اور اعلانیہ بھی خرچ کرتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے،

اور نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہوگا، نہ کوئی غم پہنچے گا“

آیت نمبر ۲۷۴

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ”بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آ گیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے۔ اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔“

آیت نمبر ۲۷۵

”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ ہر اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو ناشکر اگناہ گار ہو۔“

آیت نمبر ۲۷۶

” (ہاں) وہ لوگ جو ایمان لائیں، نیک عمل کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں وہ اپنے رب کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہونگے۔ نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہوگا، نہ کوئی غم پہنچے گا۔“

آیت نمبر ۲۷۷

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا جو حصہ بھی (کسی کے ذمہ) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو۔“

آیت نمبر ۲۷۸

” پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔ اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔“

آیت نمبر ۲۷۹

” اور اگر کوئی تنگ دست (قرض دار) ہو تو اس کا ہاتھ کھلنے تک مہلت دینی ہے۔ اور اگر صدقہ ہی کر دو تو یہ تمہارے حق میں کہیں زیادہ بہتر ہے، بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔“

آیت نمبر ۲۸۰

” اور ڈرو اس دن سے جب تم سب اللہ کے پاس لوٹ کر جاؤ گے، پھر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔“

آیت نمبر ۲۸۱

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دین حنیف کو اپنے آخری پیغمبر پر مکمل کرنے کے اعلان کے بعد یہ فیصلہ کیوں کیا کہ ان کے وصال سے فوراً قبل ایک اور وحی نازل کریں۔ اور ایسا کیوں ہوا کہ یہ وحی ایسے وقت میں نازل ہوئی جب حضرت شارح اعظمؑ اس کی تفصیل امت مرحومہ کو نہ سمجھا سکیں۔ (حضرت عمرؓ کی بیان کی ہوئی اور پر والی حدیث **ملاحظہ ملاحظہ** کریں)۔ یعنی وصال مبارک اور نزول وحی کی درمیانی مدت بہت ہی قلیل محسوس ہوتی ہے۔ اور پھر آخری سوال یہ کہ آخر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک ایسے مضمون کو جو پہلے بھی نازل کر دیا گیا تھا ایسے وقت میں دوبارہ ذکر کرنا کیوں مناسب سمجھا۔ اس کی تفصیل نہ اللہ تعالیٰ نے نہ ان کے رسول ﷺ نے بتائی اس لئے ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہیں گے کہ واللہ عالم یعنی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

دین حنیف کی تکمیل کی اطلاع دینے کے بعد ایسی آخری ہدایت دینے کا مقصد یہ سمجھ میں آتا ہے کہ گویا یہ ذہن نشین کر دیا جائے کہ یا تو یہ وہ چیز ہے جو کہ تمام احکامات میں سے سب سے زیادہ اہم ہے یا پھر یہ کہ یہ وہ بات ہے جو دشمنوں کی طرف سے ایمان والوں پر شدید حملے کا شکار ہوگی کیونکہ وہ دشمن حق و صداقت، انسانی ہمدردی و بھائی چارے اور معاشرتی بہبود اور بھلائی کے شدید مخالف ہیں اور یوں یہ اسلام کے بحیثیت مجموعی بڑے دشمن ہیں۔

ہمارے نزدیک اس آخری نصیحت میں ربوا کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ایک زبردست تنبیہ اور وارنگ کے طور پر آنے والے تمام زمانوں کے لئے شدت سے اعادہ کر دیا جائے کہ ربوا تمام مومنین کے ایمان، آزادی اور اقتدار اور اختیارات کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ اور یہ ہی اس مضمون کی اہمیت کی طرف ایک اشارہ ہے کہ اسی کے اندر وہ پوشیدہ خطرناک ہتھیار ہے جو مومنین کے ایمان کے لئے اندوہناک بربادی کا سامان لئے ہوئے ہے۔ یہ ہی ان کی فلاح و بہبود اور یک جہتی کو تیرہ و تار کرنے والا ہے۔ آج اگر ہم مصر، الجزائر، کشمیر، فلسطین، بوسنیا اور دیگر مسلمانوں کے اوپر ٹوٹنے والے ظلم اور استبداد کا جواب نہیں دے پارہے ہیں تو اس کی واحد وجہ یہ کہ ربوانے ہماری طاقت، ہماری ہمت اور ہماری حس آزادی کو ہم سے چھین لیا ہے۔ ہماری اس بات کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو پیغمبر آخر زماں سید المرسلین حضور نبی کریم ﷺ کی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی اس حدیث مبارک میں **مذکورہ** مذکور ہے کہ اسلام کے دشمنوں کی طرف سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ کل عالم انسانی کی طرف سب سے شدید حملہ ربوا کے ذریعہ سے ہوگا۔

” ایک ایسا وقت آئے گا، آپ نے فرمایا، جب تمہیں پوری دنیا میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملے گا جو ربوا میں ملوث نہیں ہوگا۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے گا بھی تو یقیناً اس کا غبار اس تک ضرور پہنچے گا۔“
(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

اس طرح مخبر اعظم نے یہ بات روز روشن کی طرح واضح کر دی کہ امت کے اتحاد اور مومنین کے ایمان کے اوپر سب سے بڑا خطرہ ربوا کے راستے داخل ہوگا۔ اور اس کی تائید اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی ربوا کی اس آیت کو سب سے آخر میں نازل کر کے کر دی۔ اب اتنی شدید تنبیہ کے بعد بھی حضور مخبر اعظم ﷺ کی یہ دی ہوئی خبر ہم نے پس انداز کر دی اور یہ عظیم حادثہ ہماری زندگیوں میں وقوع پذیر ہوا۔ اور یہ ان ستر برسوں کے دوران ہوا جب ۱۹۲۲ء میں خلافت عثمانیہ کا سورج غروب ہوا۔ ۱۹۲۲ء سے قبل سامراجی یورپ صرف ان افراد پر اثر انداز ہو سکی جو مسلمانوں کی حکومتوں کے کرتا دھرتا تھے۔ مثال کے طور پر سلطنت عثمانیہ کے خلیفہ المسلمین نے **سود پر** جو خطیر رقم یورپ کے معاشی اداروں سے سود پر حاصل کی ہوئی تھی اس کے سود کی ادائیگی میں مشکل ہوئی تو اس کی بدلے میں انہیں اپنے اختیار والے تمام علاقوں کے ذمیوں پر سے اس شکرانے کے طور پر جزیہ ختم کرنا پڑا تا کہ ادھار لی ہوئی رقم پر عائد سود کی ادائیگی میں سہولت مل جائے۔ اور یوں یہ امر دارالسلام کی شکست و ریخت اور حکومت کے قانونی اختیارات کو ختم کر کے اس کے بدلے اس سیکولر طرز حکومت کی راہ ہموار کر دی جو عیسائی اور صیہونی یورپ نے اپنے یہاں قائم کی ہوئی تھی۔ اور پھر ۱۹۲۳ء کے بعد سے ربوا کل عالم اسلامی کے ہر معاشی معاملات میں دخول حاصل کر گیا۔ بے شک آج سامراجی معاشی استحصال جو ربوا کے اندر موجود ہے پورے دنیائے اسلام کو جکڑ کر اس کی شہ رگ کو ان دشمنوں کے حوالے کر دیا ہے جو پہلے سے ہی چھریاں تیز کر کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

جناب خاتم المرسلت نبی الرحمت ﷺ کی پیش گوئی آج مکمل طور سے درست ثابت ہو چکی ہے۔ ربوہ کی بنیادوں پر استوار دنیا پر چھایا ہوا موجودہ بینکنگ کا نظام، کاغذی کرنسی کا ربوہ سے متصل دنیا بھر میں مروجہ، دھوکہ پر قائم کیا ہوا یہ سلسلہ الیکٹرانک اور پلاسٹک رقوم (Electronic and Plastic Money) میں تو آپ شارح اعظم ﷺ کی پیشن گوئیاں تو ثابت ہو ہی چکی ہیں بلکہ آزاد تجارتی منڈیوں میں در آئی ہوئی دھوکہ دہی اور استحصال سے بھی آپ کی پیشن گوئی سچ ثابت ہو رہی ہے۔ آج کی تجارت صحیح معنوں میں لوٹ کھسوٹ اور نوچنے بھنبھوڑنے پر منحصر ہے اور اسی نوچنے کھسوٹنے پر حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ: ”وہ وقت آنے والا ہے جب انسان ایک دوسرے کو کاٹ کھائے گا۔“ (ابو داؤد)

اس بات کی آج اشد ضرورت ہے کہ ہم مسلمان حضور مجرب عظیم ﷺ کی اس پیشن گوئی پر انتہائی سنجیدگی سے غور کریں جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ ساری دنیا سے نقلی کرنسی (بشمول کاغذی کرنسی) پلاسٹک اور الیکٹرانک رقوم وغیرہ جس کو علماء افراطی زریا Fiat Money کہتے ہیں، کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔

حضرت ابو بکر ابن ابی مریم نے روایت کیا کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”بنی نوع انسان پر وہ وقت یقیناً آئے گا جب کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہے گی سوائے درہم و دینار کے (یعنی سوائے سونے اور چاندی کے سکوں کے سوا)۔ (مسند احمد)

حضور پاک کی یہ پیش گوئی پوری ہونے والی ہی ہے۔ آج کے معاشی نظام میں ’کاغذ سے سونا‘ بنایا جا رہا ہے۔ اور یہ سراسر دھوکہ ہے۔ زرافراطی یقیناً ربوہ ہے اس لئے کہ کاغذی کرنسی اصل کرنسی (یعنی دھات کی بنی ہوئی کرنسی سے) بالکل الگ چیز ہے۔ اس کی اپنی کوئی حقیقت ہے نہ قدر و قیمت۔ اس کی قدر اسی وقت تک ہے جب تک بازار میں ان سے کاروبار ہو رہا ہے اور ان کی مانگ ہے۔ اور دراصل مانگ ہی اہم چیز ہے۔ وہ حکومتیں جو یہ نظام چلا رہی ہیں وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ اس آزادانہ کرنسی کے نظام کے پشت پر ہیں اور عوام کو ان کی تائد حاصل ہے۔ اس طرح وہ نہ صرف اس نظام کو سہارا دئے ہوئے ہیں بلکہ اس کے ذریعہ سے بازار کے اتار چڑھاؤ پر بھی قابو کئے ہوئے ہیں۔ جو وہ عموماً اپنے فائدے کے لئے کرتے ہیں۔ مگر یہ بات نظر سے اوجھل نہیں ہونی چاہئے کہ کرنسی مارکیٹ آج کل ان سٹے باز طاقتوں کے ہاتھ میں ہے جو لالچ اور ہوس کا مجموعہ ہیں اور انہیں نہ تو کسی کی وفاداری سے واسطہ ہے اور نہ ہی کسی حب الوطنی سے۔ اس بات کا مظاہرہ انہوں نے ماضی میں کئی بار کیا ہے جہاں انہوں نے حکومتی سرپرستی کو شکست دی ہے اور بازار میں اپنی مرضی کا اتار چڑھاؤ کر کے اپنے لئے دولت کے انبار لگائے ہیں۔

جس دن تیل پیدا کرنے والے مسلم ممالک جاگ اٹھیں گے، اپنے تیل کے ذخائر کو اپنی تحویل میں لے لیں گے، اور یہ مطالبہ کریں گے کہ ان کے پٹرول کی قیمت ڈالر کی بجائے صرف اور صرف سونے کے سکوں میں کی جائے، اسی لمحہ یہ نقلی کاغذی کرنسی خود بخود ڈھیر ہو جائے گی۔ ایسا کیوں ہوگا؟۔ ایسا اس لئے ہوگا کہ تمام نقلی کاغذی کرنسی یا افراطی زر کو اہمیت اسی وقت تک حاصل ہے جب تک کہ عوام اس کو بہ طور کرنسی اہمیت دیں۔ جب عوام کا اعتماد ایسی کرنسی سے اٹھ جائے گا تو وہ کرنسی ڈھیر ہو جائے گی۔ تیل کی فروخت کے لئے

جب سونے کا مطالبہ ہوگا تو کاغذی کرنسی پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ اور پھر ایک ایسا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس میں کاغذی کرنسی کا کاروبار کرنے والے ساہوکار فوری طور پر سونے کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور انہیں پیسے بنانے کا ایک اور ذریعہ نظر آئے گا اور پھر ان کی ساری توجہ سونے چاندی کے سکوں کے حصول کی طرف ہو جائے گی تو نقلی کرنسی کا بچھایا ہوا جال تارتار ہو جائے گا۔ روپیہ ہی تو سرمایہ کی اصل ہے۔ یہ روپیہ ہی اگر برف کی طرح پگھل جائے تو ربوا کے اوپر استوار سرمایہ دارانہ نظام کا گر جانا ناگزیر ہوگا۔ گوکہ بہت سے لوگوں کا سرمایہ ڈوب جائے گا۔ ان کے پاس موجود کاغذی کرنسی ردی کا ڈھیر ہو جائے گی اور یہ معاشی پراگندگی عنقریب رونما ہونے والی ہے۔

ہمیں یہ حقیقت نہ خود بھولنی چاہئے اور نہ ہی دنیا کو بھولنے دینا چاہئے کہ جب ۱۹۸۵ء کی جنوری میں امریکی ڈالر کو اچانک ایسے گرا دیا گیا کہ ایک اونس سونے کی قیمت ۸۵۰ ڈالر تک اوپر چڑھ گئی۔ اور یہ اس وقت ہوا تھا جب کہ ایران میں مغرب پرست حکومت کا خاتمہ ہوا اور اسلامی انقلاب کے منبج ہونے پر ایران کے پٹرول کے ذخائر مسلم حکومت کے زیر انتظام آگئے۔ ایران کی اسلامی حکومت مغرب کے مصدقہ اصولوں پر مبنی نظام کی شدید مخالف ہے اس لئے کہ یہ حکومت لادینیت کی تردید کرتی ہے اور جدید یورپ کی بنائی ہوئی معاشی اور معاشرتی بے دینی قوانین کے خلاف سختی سے مزاحم ہے۔

وقت آ گیا ہے کہ ہم یہ بات تسلیم کر لیں کہ ربوا بنی نوع انسان کے اندر سرایت کر گیا ہے۔ آج ہمیں اپنی اس غلطی کی پاداش میں آنسو بہانے چاہئیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی اور پیغمبروں کے بتانے اور یاد دہانی کرانے کے باوجود ایسی شدید غلطی کرنے کے احساس جرم کے ساتھ اور آنے والی سزا کے خوف سے گریہ و زاری کرنی چاہئے۔ شاید یہی ندامت اور آہ و بکا آخرت میں کچھ کام آجائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کیا: ”اگر اللہ کے خوف سے آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو چاہے مچھر کے پر جتنا ہی کیوں نہ ہو، مومن کے رخسار کے کسی حصہ پر گرے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔“ (ابن ماجہ)

اور ایمان والوں کے اسی طبقہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ”خیر أمة اخرجت للناس“ یعنی تمام امتوں سے بہتر امت جو انسانیت کی بھلائی کے لئے اٹھائی گئی۔ اور اسکو ”شہدا علی الناس“ یعنی حق کی دلیل میں لوگوں پر حجت کا منصب سونپا گیا۔ اور اگر اسی امت نے یہ گھناؤنا جرم کیا ہے تو اس پر یقیناً تمام آسمان وزمین گریہ کرتے ہونگے۔ اب ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم تمام لوگوں کو اکٹھا کریں اور اپنی غلطی کا ازالہ کریں۔ غور کریں کہ کفر سے لبا لب بھرے ہوئے مکہ کے مشرک معاشرہ میں بھی اتنی حس موجود تھی کہ اسلام کے طلوع ہونے سے پانچ سال قبل کعبہ کی تعمیر نو کے وقت انہوں نے فیصلہ کیا کہ سود کے پیسے تعمیر کعبہ میں استعمال نہیں ہونگے۔ مگر آج نیویارک میں (بلکہ پورے عالم اسلام میں۔۔۔ مترجم) مسجد کی تعمیر کے لئے چندے وصول کئے جاتے ہیں بغیر اس تحقیق کے کہ یہ پیسے کہاں سے آرہے ہیں، حلال کمائی کے ہیں یا حرام کے۔ حیف صدحیف۔ ہم کس طرح اللہ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے احکامات سے روگردانی کر رہے ہیں۔

ربوا کے اس موضوع کو دوسرے زاویہ سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے ربوا کے گناہ کے لئے ایسے سخت الفاظ استعمال

کئے کہ گویا شرک کے بعد ایمان اور اعتقاد کے سلسلہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ: ”اللہ اور اس کا رسول ﷺ ربو لینے والوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہے۔“ (قرآن، ۲:۲۷۹) اور یہ اعلان آخری **ہدایات وحی** میں سے ہے۔ میرے علم کے مطابق اللہ کے تمام احکامات میں سے اللہ نے کسی اور گناہ کے لئے ایسے سخت الفاظ کا استعمال نہیں کیا۔ اب اگر اس کے بعد بھی کسی کے دل میں ذرا سا بھی کوئی اشتباہ ہو تو وہ ختم ہو جانا چاہئے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ان کی ربو میں مشغولیت کی بنا پر ان کے خلاف جنگ کر کے دکھا چکا ہے تاکہ بنی نوع انسان کی آنکھ کھل جائے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے تورات میں بڑی تحریف کی اور مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے اس میں اپنی طرف سے ملاوٹیں کیں۔ ہارورڈ کے تعلیم یافتہ **امریکہ کے** بائبل کے ایک امریکی عالم رچرڈ فرامین Richard Friedman نے ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان تھا ”بائبل کس نے لکھی؟“ Who Wrote the Bible۔ یہ کتاب ۱۹۸۹ میں نیویارک سے Harper and Rowe نے چھاپی۔ دیکھئے استفسار، نوٹ #۶)۔ مصنف نے اس میں اسی تحریف کی بات کو دلائل سے واضح کیا ہے۔ ربو کی حرمت کے بارے میں احکامات الہی کی تبدیلی ان تمام تحریفوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ ان یہودیوں نے احکام ربو میں اس طرح تحریف کی کہ غیر یہودیوں کو سود پر رقم دینے کو تو جائز قرار دے دیا جبکہ اس کی پابندی آپس کے یہودی لین دین میں برقرار رکھی۔ اللہ نے ان پر اس جرم کی پاداش میں غیض و غضب ڈھایا اور اپنے بندوں میں سے ایسے بندے ان کے اوپر چڑھا لیا جو بڑے طاقت اور قوت والے تھے۔ بائبل کا بادشاہ بخت نصر فلسطین پر چڑھ دوڑا، اسرائیلیوں کو شکست دی تمام لوگ جو ہاتھ آئے انہیں قید کیا، مسجد اقصیٰ جسے سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بنی اسرائیل کو بیڑیاں پہنا کر غلام بنایا اور ہانکتا ہوا بائبل لے جا کر قید کر دیا۔ (قرآن مجید، ۸-۱۷ : ۱۷)۔ یہ یقیناً اللہ کی طرف سے جنگ تھی جو ربو کے خلاف اس نے اپنے دشمنوں سے کی۔ یہ پھر بھی باز نہ آئے۔ تو دوسری مرتبہ رومی بادشاہ ٹائیٹس کے ہاتھوں یہی عمل دہرایا، جس نے یروشلم کو تاراج کیا اور مسجد کو پھر زمین بوس کر دیا گیا۔

اللہ کے شدید غیض و غضب کا مظاہرہ پھر اس وقت بھی ہوا جب ابرہہؓ اپنے ہاتھیوں سمیت کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا۔ غور کیجئے کہ کعبۃ اللہ اس وقت بتوں سے اٹا پڑا تھا مگر اللہ نے اس کی حفاظت اپنی فوجوں سے کی مگر مسجد اقصیٰ میں کوئی بت نہیں تھا مگر اللہ نے اس کو ڈھا دیا۔

حضور علیہ السلام نے بذات خود انتہائی شدید الفاظ میں ربو کی مذمت کی، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: ”ربو کی ستر قسمیں ہیں اور ان میں سب سے کم تر اس کے برابر ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے (استغفر اللہ)۔“ (ابن ماجہ، بیہقی) حضرت عبداللہ ابن حنظلہ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ: ”اگر ایک آدمی ربو کا ایک درہم قبول کرے تو یہ ۳۶ مرتبہ **بدکاری** زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔“ (احمد)۔ بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے اس اضافہ کے ساتھ روایت کیا کہ: ”حضور ﷺ نے یہ **اضافہ بھی کیا بارہا کہتے تھے** کہ جس کا گوشت پوست حرام سے بنے اس کے لئے جہنم کی آگ سب سے موزوں ہے۔“ حضرت ابو ہریرہؓ نے

روایت کیا کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: ”جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرا گنڈا ایسے لوگوں پر سے ہوا جن کے پیٹ گھر کی طرح بڑے بڑے تھے اور ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو پیٹ کے اندر نظر آرہے تھے۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ربوا میں مبتلا تھے۔“ (احمد، ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: ”چار قسم کے لوگوں کو اللہ نہ جنت میں داخل کرے گا نہ ان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائے گا، ایک وہ جو شراب کا عادی ہو، دوسرا وہ جو سود لے، تیسرا وہ جو یتیم کا مال کھا جائے اور چوتھا وہ جو اپنے والدین پر توجہ نہ دے۔“ (مستدرک الحاکم، کتاب البیوع)

حضرت سمیرہ بن جندبؓ نے روایت کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”آج میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی مجھے لے کر ایک زمین کی طرف چلے۔ ہم ایک دریا پر پہنچے جس میں خون بہ رہا تھا اور اس کے بیچ میں ایک آدمی کھڑا تھا اور کنارہ پر دوسرا آدمی تھا جس کے پاس بہت سے پتھر تھے۔ جب دریا کے اندر والا آدمی باہر آنا چاہتا تو دوسرا آدمی اس کے منہ میں ایک پتھر پھینک دیتا اور وہ آدمی واپس دریا میں چلا جاتا۔ جب بھی وہ باہر آنا چاہتا اس کے ساتھ یہی کیا جاتا اور وہ پھر اندر چلا جاتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ وہ آدمی جو دریا کے اندر ہے وہ سود کھاتا تھا۔“ (بخاری)

اللہ کے رسول برحق ﷺ نے بھی اس حدیث کے مطابق ربوا کے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: ”تم میں سے جو مخابرہ کو نہ چھوڑے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کی دعوت ہے۔“ حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا: ”یہ مخابرہ کیا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اگر تمہارے پاس زراعت کے لئے زمین ہو جس پر تم (فصل کا) آدھا یا تیسرا حصہ یا چوتھائی لو (فصل کا) تو خطرہ یہ ہے کہ یہ عمل غلامی کی طرف دھوکہ سے لے جائے۔“ (ابوداؤد)

اوپر کی بحث سے یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ ربوا کی ممانعت انتہائی اہم موضوع ہے۔ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی امت کو آج جتنے خطرے لاحق ہیں ان میں ربوا سب سے زیادہ خطرناک اور شدید ہے۔

تیسرا باب

دنیاۓ اسلام

(عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ)

آج دنیاۓ اسلام بہت کمزور ہو گئی ہے۔ مسلم خواتین کی آبروریزی ہو رہی ہے۔ مسلمان ساری دنیا میں کھدیڑے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اسیر کر کے کیمپوں میں رکھا جا رہا ہے۔ انہیں اذیت دی جا رہی ہے۔ انہیں قتل کیا جا رہا ہے۔ مسجدوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ اور کمزور بے سہارا اور حقیر دنیاۓ اسلام اپنے ساتھ کئے گئے اس سلوک کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔ کروڑوں مسلمان انتہائی غربت اور پس ماندگی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مسلمان خواتین کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ ان ہی اسلامی ممالک کے شہروں میں جسم فروشی کریں۔ لاکھوں کم عمر بچے صبح سے شام تک محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں اور فالج زدہ اسلامی دنیا یہ سب بے بسی سے دیکھ رہی ہے اور کچھ کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ مسلمانوں کی یہ کمزوری اور بے بسی اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ اور یہ نافرمانی ربوا کے ذریعہ سے اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اور ہم لوگوں نے قرآن مجید فرقان جمید کی اس واضح ہدایت کے باوجود یہ سب کچھ کیا۔

”اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے بے وفائی نہ کرنا، اور نہ جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانتوں کے مرتکب ہونا۔“

سورۃ الانفال، آیت # ۸

مسلمان بے بس اس لئے ہیں کہ ان کے پاس طاقت نہیں ہے۔ اور طاقت اس لئے نہیں ہے کہ وہ آزاد نہیں ہیں۔ نہ ہی انہیں معاشی آزادی حاصل ہے اور نہ ہی ربوا میں موجود غلامی کی زنجیروں سے یہ آزاد ہیں۔ ہمیں ربوانے شدت سے جکڑ لیا ہے۔ اسی ربوانے حکومتوں کو اتنا کمزور کر دیا ہے کہ وہ معاشی بلیک میل کو روکنے کے لئے جدوجہد بھی نہیں کر سکتیں۔ ربوا کی وجہ سے آج کا مسلمان ایسی زندگی بسر کر رہا ہے جو کسی طور غلامی سے کم نہیں ہے کیونکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ ہم مکمل طور پر مفلوج ہو چکے ہیں۔ اسی ربوانے فوج، سیاست اور معاشی دنیا کے افراد کو اشراف کے ایک ایسے طبقے میں تبدیل کر دیا ہے جو تمام معاملات کو کنٹرول کرتے ہیں اور ان کی اپنی زندگیاں شیکسپیر کے شائی لاک یہودی کی طرح ہیں اور جو اپنے ہی مسلم بہن بھائیوں کا خون چوس کر خود گل چھرے اڑا رہے ہیں۔

اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلم امت کو اس کی آزادی واپس مل جائے تاکہ اللہ کے بتائے ہوئے حدود میں رہ کر لوگ جدوجہد کریں اور اپنی ذاتی زندگیوں اور کاروباری معاملات کو رفتہ رفتہ اپنے دشمنوں کے زہریلے چنگل سے باہر نکال سکیں۔ مگر یہ ہوگا کیسے کہ لوگوں کو آزادی مل جائے؟۔ ہمارے خیال میں ایسا جب ہی ممکن ہوگا جب لوگ اپنے آپ کو، اپنی تجارت کو، اپنے معاملات کو اللہ

جل جلالہ عزوجل اور اسکے رسول حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے سپرد کر دیں۔ پھر یہ علاقہ دارالسلام بن جائے گا۔ آج کی مادہ پرست دنیا اللہ کی اس حاکمیت کو نہیں مانتی اور اس نے اب اسلامی دنیا سمیت ہر چیز کو اپنے آگے سرنگوں کر لیا ہے۔

ہمارے خیال میں مادہ پرستی کے خلاف جدوجہد کا آغاز حضور ﷺ کی سکھائی ہوئی معاشی سنت پر عمل پیرا ہو کر کرنا چاہئے۔ یوں ہم مسلم امہ میں ایمان کا احیاء کر کے باختیار آزادی کی روح پھونک سکتے ہیں اور اس میں سب سے پہلا اور انتہائی اہم قدم ربوہ کو اپنی زندگیوں میں سے نکال پھینکنا ہے۔

ہم اپنی بات کا اختتام اس بات پر کرتے ہیں کہ ربوہ کا مضمون ہمیں بڑی توجہ اور سنجیدگی سے پڑھنا چاہئے۔ آج مسلمانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت اس مسئلہ سے لاعلم ہے۔ انہیں چاہئے کہ اس کا علم حاصل کرنے کے لئے ان علماء کی طرف رجوع کریں جو نہ صرف یہ کہ اس مضمون پر دسترس رکھتے ہوں بلکہ خود اپنی زندگی بھی بغیر ربوہ کے گذر رہی ہو تاکہ قابل قبول ہو۔ ہم اپنے قاری سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ وہ ربوہ کا علم قرآن اور حدیث سے حاصل کریں۔ ہماری آئندہ آنے والی کتاب ربوہ کے موضوع پر لکھی گئی ہے اور انشاء اللہ اسی مقصد کے حصول کے لئے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

استفسار

۱۔ مصنف کو یہ دعویٰ نہیں کہ وہ ان رہنماؤں میں سے ایک ہے۔

۲۔ انسانی حقوق کے اوپر مذاکرہ کے دوران ایک بحث میں جو کوالالام پور، بلیشیا میں دسمبر ۱۹۹۴ء میں منعقد ہوا پروفیسر فالک نے قانونی چوری کی اصطلاح استعمال کی۔

۳۔ عبداللہ یوسف علی کی Translation and Commentary of the Holy Quran سے نوٹ نمبر ۳۲۴ برائے آیت نمبر ۲۷۵: سورة البقرة۔

۴۔ R.H.Tawny کی کتاب Religion and the Rise of Capitalism سے اقتباس۔

۵۔ نابینا شیخ عمر عبدالرحمن کے اوپر امریکہ کے خلاف جہاد کی مہم چلانے کے الزام میں مقدمہ دائر ہوا اور انہیں سزاملی۔ مگر نابینا ہونے کی وجہ سے نہ وہ امیر ہو سکتے تھے نہ جہاد کا اعلان کر سکتے تھے۔ صرف امیر ہی جہاد کا اعلان کر سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب جہاد کا اعلان ہو جاتا ہے تو وہ ملک دارالحرب بن جاتا ہے۔۔ شیخ عمر نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا کہ امریکہ دارالحرب ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو دارالحرب میں قیام کرنے کی اجازت نہیں ہے انہیں وہاں سے ہجرت کرنی چاہئے جب کہ شیخ عمر نے امریکہ کی شہریت کی درخواست دی اور انہیں گرین کارڈ بھی ملا اور انہوں نے وہاں رہنا شروع کر دیا۔ چوتھے یہ کہ دارالحرب میں جمعۃ المبارک کی نماز نہیں ہوتی۔ شیخ نے اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیا اسی لئے وہ بذات خود جمعہ کی نماز کی امامت کرتے تھے۔ اس لئے ان پر لگائے گئے تمام الزامات غلط تھیں۔ ہمارا یہ حاشیہ عدالت تک نہیں پہنچا اور جج نے فیصلہ اس بنیاد پر سنا دیا کہ کسی اسلامی عالم نے عدالت میں بیان نہیں دیا۔ میں نے تین صفحات کا ایک خط جج کو لکھا تھا وہ اس کتابچے میں شامل ہے۔

۶۔ اسرائیلیوں نے تورات میں سے ان تمام آیات کو نکال دیا جو عرب زمین پر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسمعیل علیہ السلام کے خانہ خدا کی تعمیر کے بارے میں اتری تھی۔ کعبہ اور حج کا تذکرہ اب تورات میں نہیں ملتا انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت اسمعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کی تمام آیات سے بیٹے کا نام تبدیل کر کے حضرت اسحاق علیہ السلام کا نام ڈال دیا حالانکہ آپؑ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے قربانی کی جگہ کو عرب سے بدل کر کے فلسطین کر دیا۔ اسی طرح زمزم کے معجزاتی چشمے کو فلسطین کے ایک کونین سے نسبت دے دی۔

ضمیمہ

نج موکا سے کو لکھے گئے خط کا متن جو مصنف نے
معصوم نابینا شیخ عمر عبدالرحمن کے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت لکھا

نج مائیکل بی موکا سے

ڈسٹرکٹ جج،

فولے اسکوائر، نیویارک

۱۶ جنوری ۱۹۹۶ء

محترم جج موکا سے

میں یہ خط آپ کی اجازت سے تحریر کر رہا ہوں اس لئے کہ شیخ عمر عبدالرحمن کے مذہبی خیالات اور رجحانات کو واضح کروں تاکہ ان کے بارے میں درست فیصلہ کرنے میں آپ کا معاون بننے کی امید رکھوں۔

جن لوگوں نے شیخ عمر عبدالرحمن کے مذہبی خیالات اور افکار کے بارے میں شک و شبہ کا اظہار کیا ہے وہ ان خیالات اور بیانات پر مبنی ہیں جو انہوں نے مسلم ممالک کے غاصبانہ اور غیر قانونی اقتدار کے بارے میں دیا ہے جو آج مصر اور سعودی عرب جیسے ممالک پر قابض ہیں۔ ان لوگوں کو اس بات سے بھی پریشانی ہے کہ شیخ صاحب نے ان اسلامی ممالک کے لوگوں کو ایسی حکومتوں کے خلاف کھڑا ہونے کی اور جدوجہد کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے تاکہ وہ انکے ظلم اور استبداد سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ ان کے خیال میں شیخ صاحب کی مذہبی سوچ اور جدوجہد کے عمل نے ان کو اسلامی دھارے سے نکال دیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار کرنے والے وہ لوگ ہیں جو یا تو خود ان استعماری طاقتوں کے پروردہ ہیں یا پھر حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔

ہمیں شروع میں ہی یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے کہ شیخ عمر نہ صرف یہ کہ مستند عالم ہیں بلکہ جو پیغام ہمارے آقا و مولا سیدنا حضرت محمد ﷺ ساری دنیا کے لئے لے کر آئے اسے پھیلانے میں بے انتہا نڈر اور بے باک ہیں۔ اور کردار کی یہی منظوبی اور عمل کی گرفت ہے جو دنیا کو تبدیل کر کے تاریخ کا رخ موڑ دیتی ہے۔ ہمارے رسول کی یہی سنت ہے۔

کیا شیخ عمر اور ان کے جیسے دوسرے علماء کے افکار کو عوام میں مقبولیت حاصل ہے؟ اس کا جواب یقیناً اثبات میں ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب دنیا بھر کے مسلمانوں نے شاہ ایران کے ظلم و استبداد سے بھرپور حکومت کے خلاف ایرانی انقلاب کی پرزور حمایت کی تھی۔ اس انقلاب کی سربراہی بھی ایک مذہبی عالم نے کی تھی جن کے پاس وہی ہمت اور جرات تھی جس کا

مظاہرہ شیخ عمر نے کیا ہے۔ مصر، سعودی عرب اور دیگر مسلم ممالک کی غاصب حکومتوں نے شاہ ایران کی حکومت کی آخر وقت تک حمایت کی۔ اسی طرح امریکہ کی حکومت نے بھی اس کے آخری سانسوں تک حمایت جاری رکھی۔ مگر جب شاہ کو ایران سے بھاگتے ہی بنی تو ان ہی تمام حکومتوں نے اس کے ساتھ شوروروں اور آوارہ کتوں جیسا سلوک کیا۔ دنیا کی کوئی حکومت اس کو پناہ دے کر عوامی ردعمل کا خطرہ مول لینے کو تیار نہیں تھی۔ حتیٰ کہ امریکہ بھی نہیں۔ اور پھر صدر سادات کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس کو پناہ دے۔ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام حکومتیں جو اس کی حمایت میں تھیں وہ غلط تھیں۔ اور آج بہت سے امریکی بھی اس بات کو مانتے ہیں۔ شیخ عمر نے بھی اس دور میں انقلاب ایران اور وہاں کے عوام کی ظلم و ستم سے نجات کی کوششوں کی حمایت کی تھی۔ مصر کے عوام کی کوششیں بھی ایران کے عوام کی کوششوں سے مختلف نہیں ہیں۔ آج کی حکومت مصر کا طرز عمل بالکل ویسا ہی ہے جیسا شاہ ایران کا تھا۔

خلیج کے جنگ کے دوران عوام نے اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا تھا۔ کویت کے خلاف عراق کی جارحیت نے نہ صرف کویت کو نکل لیا بلکہ سعودی عرب کے لئے بھی زبردست خطرہ بن گئی۔ صدام حسین اسلام کے ہیرو نہیں تھے۔ بلکہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت اسلام کے خلاف ہونے والی جارحیت اور خطرہ کا سبب تھے۔ مگر اس کے باوجود سعودی اور کویت کی غاصبانہ حکومتوں کے خلاف نفرت کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ ساری دنیائے اسلام سے عراق اور صدام حسین کے حق میں عوام نے نعرے لگائے۔ اس موقع پر بھی دنیا بھر کی اسلامی حکومتوں نے پھر اپنے ہی عوام کی خواہشات اور ہمدردیوں کے خلاف اقدامات کئے۔ اور یہ ساری حکومتیں سوچے سمجھے بغیر، امریکہ کی قیادت میں بنائے گئے اتحاد میں شامل ہونے کے لئے دوڑ پڑیں اور اس بات کو یکسر نظر انداز کر دیا کہ سعودی عرب میں مغربی غیر اسلامی افواج کی موجودگی قرآن پاک اور حدیث مبارکہ کی احادیث کے مطابق حکم عدولی تھی۔ ملیشیا کی حکومت نے امریکہ اور اس کے اتحادی افواج کی حمایت کی بلکہ سیکورٹی کا نسل کی ۱۹۹۰ کے انتخاب میں اس کے حق میں ووٹ دئے۔ اس کے مقابلہ میں ملیشیا کے علماء اور عوام نے اس کی مخالفت کی اور عراق کا ساتھ دیا۔ اور پھر جب سنگاپور کے مسلمانوں نے بھی حمایت کا نعرہ لگایا تو وہاں کے لیڈر، لی کوان یو، نے یہ الزام لگایا کہ مسلمانوں کے اندر اقدار کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔

الجزائر کے مسلمانوں کی ظلم اور استبداد کے خلاف جرأت مندانہ مخالفت کو دنیا بھر کے مسلمانوں کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ مسلم امہ کے نام نہاد اشراف اور وہ حکومتیں جس کو وہ چلا رہے ہیں، الجزائر کی فوجی حکومت کی اسی طرح اندھا دھند حمایت کی ہے جیسے شاہ ایران کی تھی۔ شیخ عمر کی آواز ان تمام ظالم سعودی، مصری، اور الجزائر کی حکومتوں کے خلاف ہے اور یہ حکومتیں بھی شیخ صاحب کی مخالف ہیں مگر ان تمام جگہوں کے عوام شیخ عمر کے جماعتی ہیں اور ان کے ساتھ ہیں۔

میں اس موقع پر یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ بیان ریکارڈ میں آجائے کہ میں شیخ عمر عبدالرحمن کے ظلم اور استبدادی طاقتوں کے خلاف اٹھائی گئی آواز میں جو انہوں نے بالخصوص مصر اور بالعموم تمام عالم اسلام کے لئے اٹھائی ہے ان کا ساتھی اور ہم نوا ہوں۔ وہ اپنی کوششوں میں اکیلے نہیں ہیں اور ان کی چلائی ہوئی تحریک تاریخ کے دھارے میں اسی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے جس نے شاہ ایران کی تقدیر پر مہر لگادی تھی۔ اور جو کوئی شیخ عمر کے نقش قدم پر چلے گا اسے مسلم امہ کی حمایت حاصل رہے گی خواہ اس کے خلاف کتنی ہی طاقتیں اس کو دبانے

کے لئے اٹھیں، سچ یقیناً ظاہر ہوگا۔ اور اسی کا بہترین مظاہرہ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں واشنگٹن ڈی سی میں Million Man March کے دوران ہوا ہے۔

کیا شیخ عمر کے خیالات مذہبی ہیں اور مذہب کی تعلیمات کے مطابق ہیں؟۔ کیا یہ تعلیمات اسلام کی سچی عکاسی کرتی ہیں؟۔ ان سوالات کا جواب معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر شیخ اسلام کی سچائی کی تبلیغ کر رہے ہیں تو ان کا مقدمہ ان کے خلاف نہیں بلکہ یہ مقدمہ اسلام کے خلاف مقدمہ ہوگا۔

وہ حضرات جو اس مقدمہ میں جیوری کے عہدے پر فائز ہیں انہیں یہ موقع ملنا چاہئے کہ وہ جان لیں کہ شیخ عمر ان کس قدر مذہبی ہیں۔ اگر مجھے یہ موقع ملتا کہ میں اس عدالت میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں تو جیوری کو میں یہ بتاؤں گا کہ میں ان کے بہت سے خیالات سے اتفاق نہیں کرتا مگر ظلم اور جبر کے خلاف ان کی طرف سے اٹھائی گئی آواز میں ان کا ہمنوا ہوں اس لئے کہ اسلام ان کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر جیوری کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ میرے بیان کو سننے اور نہ ہی کسی دوسرے اسلامی عالم کو کچھ کہنے کا موقع دیا گیا۔ میں اس مقدمہ کے دوران موجود تھا اور میں نے اپنی خدمات پیش کیں کہ ایک موقع پر جب شیخ نے تقریر کی تھی میں اس جگہ موجود تھا اور عدالت میں گواہی دینے کو تیار ہوں مگر نہ تو استغاثہ نے اور نہ ہی دفاع سے کسی نے مجھ سے کچھ پوچھنے کی ہمت کی۔ میں تو آج تک حیران ہوں۔

مجھے امید ہے کہ میرے اس خط سے کسی حد تک اس مقدمہ کی غلطیوں کی نشاندہی ہو سکے گی جو میرے خیال میں بہت اہم ہے۔

عمران نذر حسین

ڈائریکٹر اسلامک اسٹڈیز

مسجد دارالقران

لانگ آئی لینڈ، نیویارک